



روزنامہ سنی

روزنامہ سنی
شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی
شیخ ابوالدرداء زولابی

۱۹۵۵

کے ائمہ و علماء انجمن خدام الدین لاہور

Printed

سے بہترین آدمی وہ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں اور اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

خطبہ جمعہ

سرکارِ مدینہ کے اہم فیصلے

بارگاہِ الہی میں انکی اہمیت

از جناب شیخ النفسیہ حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد نبویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله تعالیٰ: وَمَا يَتَّبِعُنَّ عَنْ الْقَوْلِ هَ اِنَّ هُوَ لَا يَخْفٰهُ يُوْحٰى ۝ (سورہ النجم سورہ ۷۸ پارہ ۷۷) اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے اس پر آتی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں حضورِ انور کا ہر ارشاد وحی الہی ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں: "یعنی کوئی کام نہ کیا۔ ایک حرف بھی آپ کے دین مبارک سے سیا نہیں نکلتا جو خواہشِ نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وحی منلو کہ "قرآن" اور غیر منلو کہ "حدیث" کہا جاتا ہے۔ لہذا آج جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دراصل وحی الہی ہے۔ اللہ وحی کا دوسری قسم وحی غیر منلو ہے۔

نہایت ضروری اعلان

اکثر جمعہ کی تقریر کی ابتداء میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کروں گا۔ اگر سننے والا گوشِ ہوش سے سنے اور لوحِ دل پر اس کو لکھ کر لے جائے۔ اسے عمل میں لائے۔ اور پھر قبر تک پہنچائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوگا۔ قبر بہشت کا برج بن جائے گی۔ قیامت کے دن دربارِ نبوی میں شرفِ بارِ نبوی حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس کو ترسے یا پانی پلایا جائیگا۔ پچاس ہزار سال کا دن چار رکعت فرض کی دیر میں گذر جائیگا جس سے بچا جائیگا۔ اور بہشت کا مکمل چھاپا کتابِ مگررینہ کے اہم فیصلے۔

خلاصہ

عَنْ نَجْمِ الدِّينِ الدَّيْلَمِيِّ اَنَّ اَلْكَلْبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُنَّ النَّصِيحَةُ تَلْكَأُ تَلْكَأُ لَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَكَأَيُّهَا يَا دُرُوسُوْلِهِمْ وَكَأَيُّهَا اَلْمُسْلِمِيْنَ وَكَأَيُّهَا اَلْمُسْلِمِيْنَ (ردوہ مسلم ترجمہ: تم داری سے روایت ہے تحقیق جنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دینِ خیر خواہی کا نام

ضروری عرض

برادرانِ اسلام۔ اخلاق کی اصلاح با اخلاقِ انسا کے پاس عقیدتِ تہذیب سے بیٹھنے سے ہوتی ہے۔ ہذا ہوا الحق المبین۔

تیسرا

عَنْ اَبِيْ اَمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ سَنَّ لَكَ عِيْدًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِيْدًا اَذْهَبَ اَخْرَجْتَهُ يَسِيْرًا خَيْرًا۔ (ردوہ ابن ماجہ ترجمہ:۔ ابی امامہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن مرتبہ کے عید سے بدترین وہ آدمی ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کر لی۔ یعنی دوسرے شخص کی دنیاوی خواہش پوری کرنے کے لیے کسی پر ظلم کیا واپس پلوی ہو گیا پوری ہوگی اور اس ظلم کے سبب سے اس کی آخرت برباد ہوگئی۔

پہلی مثال

مثلاً انگریز کی حکومت کے وقت میں یہ ہوتا تھا۔ کہ افسران بالا ماتحت پولیس افسروں کو اٹھارہ گروہ تھے کہ فداں شخص کو جو ملک و ملک کی خیر خواہی کرتے مگر حکومت برطانیہ کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس لیے اس پر جھوٹا مقدمہ بنا کر اور جھوٹے گواہ بھگتا کر اسے قید کر دو۔ جیسے کہ فدا نے اسلام۔ امیر المومنین عاصی رسول مرخل جاننا ان اسلام حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے خلاف افسران بالا نے پولیس کے افسران ماتحت کو بقول لہذا نام حکم دیا تھا کہ شاہ صاحب کی اصلی ڈاٹری بھاڑ دو۔ اور ٹی ڈاٹری لکھ کر ان پر مقدمہ چلا دو۔

امیر المومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّسُوْلِ الْفَاجِرِ"۔ ترجمہ:۔ بیشک اللہ اس دین کو ایک فاجر انسان سے مدد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پولیس میوں ہی سے ایک کافر کو حضرت شاہ صاحب کی امداد کے لئے کھڑا کر دیا۔ یاد رکھو فاجر کی معنی میں کافر بھی آسکتا ہے۔ اس کافر نے انگریز کا راز فاش کر دیا۔ اس کافر نے قوراز فاش کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین صاحب بیر سواٹ لاسٹ کی دروازہ لاہور کو جزا خیر عطا فرمائے۔ جنہوں نے انگریز کی مشینری کے خلاف کمال جرات سے کام لیا۔ عدالت سے کہا۔ کہ میں سرکاری کاغذات پیش کروں گا۔ جن سے ثابت کر دوں گا۔ کہ افسران بالا نے (باقی صفحہ ۱)

ہے۔ ہم نے عرض کی کہ اس کی خیر خواہی۔ آپ نے فرمایا اللہ کی۔ اور اس کی کتاب کی۔ اور اس کے رسول کی۔ اور مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی۔

خیر خواہی کی نوعیت

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ توفیق کے مطابق اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیر خواہی یہ ہے۔ کہ اس کے اندر انسان کے لیے جو نظام الاوقات تجویز فرماتا ہے۔ اسے عملی جامہ پہنایا جائے مثلاً توحید خدادادی کا اقرار۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کی تعمیل۔ شرک۔ کفر۔ نفاق۔ اعتقادی۔ جہدی شراب زنا۔ جہاد۔ مسلمان کے قتل۔ وغیرہ گناہوں سے بچنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے۔ کہ آپ کی سنت کا اتباع اور اس کی اشاعت کرنا۔ آپ نے فرمایا ہے۔ "مَنْ أَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحْيَا نَبِيَّيْ" و "مَنْ أَحْيَا نَبِيَّيْ كَانَ مَحْيًى لِّيْ" (یعنی احیائے نبی جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا۔ تحقیق اس نے مجھے زندہ کیا۔ اور جس نے مجھے زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔

مسلمانوں کے ذمہ داروں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں کی بہتری کے لیے کوئی کام تجویز کریں۔ تو ان کا ساتھ دیں۔ اور اسے پائیدار بنائیں۔ پہنچانے کے لئے ان کا ساتھ دیں۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ہماری جس قسم کی امداد کی بھی ضرورت ہو۔ وہ حسب توفیق کی جائے۔

دوسرا

کون آدمی بہترین ہے۔ "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ قَالَ خِيَارُكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اَعْمَالُكُمْ اَحْلَافًا (ردوہ احمد ترجمہ:۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمی نہ بتا دوں انہوں نے عرض کی۔ ہاں (دعائے) آپ نے فرمایا۔ تم میں

ہفت روزہ حلال الدین

جلد ۱ | یوم جمعہ ۲ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء | شمارہ ۲۱

قابل تقلید شادی

مسلمان کی تکمیل کے لیے کتاب سنت کا علم اور عمل دونوں ضروری ہیں۔ اگر علم بلا عمل وبال جان ہے تو عمل بلا علم بھی خطر سے خالی نہیں۔ یہ اُمت مسلمہ کی خصوصیت ہے کہ اس کی رہنمائی کے لیے کتاب و سنت دونوں قیامت تک محفوظ رہیں گی۔ اس کے علاوہ دونوں کے علم و عمل کے حاملین بھی ہمیشہ رہیں گے۔ اس لئے گذرے زمانہ میں بھی اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں۔ جنکی برکت سے کتاب و سنت کا علم و عمل زندہ ہے۔ ان کا وجود بے دین مسلمانوں اور مخالفین اسلام کے لیے تمام حجت کا کام دیتا ہے۔

اس قسم کے حضرات میں سے ایک حضرت مولانا احمد علی صاحب کی ذات گرامی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک عمل کی نعمت ہے۔ آپ جو فرماتے ہیں حتیٰ اوسع اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے ہیں۔ اگر آپ نے ساری عمر شادی اور غمی کی ہندووانہ رسوم کے خلاف تحریر اور تقریر کا زور صرف فرمایا تو موقع آنے پر عملی نمونہ بنکر بھی دکھایا۔ جب آپ کے ایک صاحبزادہ کا انتقال ہوا تو حسب دستور درس قرآن مجید دیا۔ اور اس کے بعد اس کی وفات اور نماز جنازہ کی اطلاع دی۔ آپ نے لڑکیوں کی شادیاں بھی سنت کے مطابق کیں۔ داماد کے انتخاب میں حضور کے ارشاد کے مطابق خلق اور دین کو پیش نظر رکھا۔ نہ خود زیر بار ہوئے اور نہ داماد کو زیر بار کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ تینوں کو آپ نے انگریزی تعلیم نہیں دلوائی۔ اللہ کے فضل سے تینوں عالم ہیں۔ ان میں سے دو حافظ قرآن بھی ہیں۔ بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب عرصہ تقریباً آٹھ سال سے ارض مقدس میں مقیم ہیں۔ وہ مدینہ منورہ کے ایک دینی مدرسہ میں اساتذ ہیں مگر وہاں سے کوئی مشاہرہ قبول نہیں کرتے۔ اس

کے علاوہ گنبد خضریٰ کے سامنے مغرب کی نماز کے بعد عربی زبان میں درس حدیث اور صحیح کی تلمذ کے بعد اردو زبان میں درس قرآن مجید دیتے ہیں۔ رمضان المبارک میں مکہ معظمہ تشریف لے آتے ہیں۔ اور حج تک خانہ کعبہ کے سامنے درس قرآن مجید دیتے ہیں۔ یہ سب خدات محض حبستہ سزا انجام دیتے ہیں۔ یہ صاحبزادے اور والد محترم دونوں کے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ حج میں سعادت بزرور نصیب۔ تانہ بخش خدا کے بختزد۔ دوسرے دونوں صاحبزادے مولوی عبید اللہ انور اور مولوی حمید اللہ انجن خدام الدین کے مدرسہ قاسم العلوم میں استاذ ہیں۔ مولوی عبید اللہ انور استغنا کا کام بھی کر رہے ہیں۔ دونوں اپنے والد محترم اور بڑے بھائی کے نقش قدم پر چل کر دین کی عزت حبستہ اللہ کر رہے ہیں۔ مولوی عبید اللہ انور کی شادی گذشتہ ماہ فروری میں ہو چکی تھی۔ اب ۲۸ ستمبر ۱۹۵۵ء کے دن مولوی حمید اللہ کی شادی تھی۔ مولوی عبید اللہ انور متوہ کو لے کر ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء کو چکوال چلے گئے میرات ۲۸ ستمبر کو یہاں روانہ ہوئی۔ دھما اور حضرت مولانا کے علاوہ مولوی عبدالحجیر سودروی ایک براتی تھے۔ ان کے کہنے پر میاں دین محمد ٹانگہ واسے کو ہمراہ لے لیا۔

لڑکی والوں سے حضرت مولانا نے چند شرطیں پہلے ہی طے کر لی تھیں۔ ان میں سے ایک شرط تھی کہ حق مہر یا پنج سو درہم یعنی ۱۲۵ روپیہ ہوگا۔ دوسری شرطیں ملاحظہ ہوں۔ لڑکی کو جو قمیض ادھر سے دی جائیں۔ وہ بند گئے اور پوری آستین والی ہوں۔ برقعہ سادہ ہو۔ میز کرسیاں اور کوچ وغیرہ کچھ نہ دیں۔ کیونکہ گھر میں انکے لئے جگہ نہیں۔ برتنوں کی بھی ضرورت نہیں۔ لڑکی والوں نے یہ سب شرائط خوشی سے قبول کر لیں۔ مگر اپنی مرضی سے لڑکی کے والد نے چار سو اور اس کے ماموں صاحبان نے دو سو روپیہ نقد دیدیا۔ کہ جو سامان مناسب سمجھیں لڑکی کیلئے

بنالیں۔ لڑکی والوں نے بھی کچھ مطالبہ نہیں کیا۔ مہر شہا سلامت۔ نہ خود زیر بار ہوئے۔ اور نہ لڑکی والوں کو مفروض کیا۔ اسی قسم کی شادی صحیح معنوں میں خانہ آبادی ہوتی ہے۔ عام مسلمان تو سنت کی مخالفت کر کے سب کچھ نام و نمود کے لیے کرتے ہیں۔ اور پھر یکے نقصان مایہ دیگر شہادت ہمسایہ کا مصداق بنتے ہیں۔

۲۸ ستمبر کی رات کو چکوال میں مولوی حافظ غلام حبیب صاحب کے اصرار پر حضرت مولانا نے مسجد میں تقریر فرمائی اور صبح درس قرآن مجید دیا۔ ۲۹ ستمبر کو بعد از دوپہر سب واپس لاہور پہنچ گئے۔ مغرب کے بعد حسب دستور مجلس ذکر میں تقریر فرمائی۔ جو صفحہ ۶ پر ہدیہ قارئین کرام کی جا رہی ہے۔

انکے دل چونکہ جمعہ تھا۔ اس لیے دعوتِ ولیمہ یکم اکتوبر کے روز کی گئی۔ یہ بھی سادہ اور سنت کے مطابق تھی۔ نہ دعوتی کارڈ چھپوائے گئے۔ نہ کتابیں۔ شامیانے۔ میز کرسیاں وغیرہ منگوائی گئیں۔ مدرسہ قاسم العلوم کے ایک کمرہ میں مہمان کو کھانا کھلایا گیا۔ دعوت میں شریک ہونے والے اکثر مسجد لائق والی کے نمازی اور مدرسہ قاسم العلوم کے طالب علم تھے۔ مہمانوں کے چہرے اور مہمان بھی تھے۔ جن کے حضرت مولانا کے ہر بینہ مراسم تھے۔ نان تور سے لگائے اور آلو گوشت گھر پکوا لیا۔ شادی اور ولیمہ دونوں سنت کے مطابق بھٹیں۔

ہم ادارہ خدام الدین اور قارئین کرام کی طرف سے حضرت مولانا اور مولوی حمید اللہ کی خدمت میں اس مبارک تقریب پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں بیوی اور دونوں خاندانوں کے لیے اس کو عزت و فرحت اور راحت کا ذریعہ بنائے۔ اور مسلمانوں کو اسی طرح سنت کے مطابق اپنی اولاد کی شادیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین دعا از من و از جہاں آمین باد۔

مشومی پارٹی کی کامیابی

گذشتہ دنوں دہلی (آبادی) دنیا کے دوسرے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا میں آزادی کے بعد پہلے عام انتخابات ہوئے۔ جن میں احیائے اسلام کی داعی جماعت "مشومی پارٹی" اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے۔ اس جماعت کا مکمل منشور ہمارے پیش نظر نہیں کہنت یہ جماعت ہمیشہ اشتراکیوں اور دوسرے خلاف اسلام عناصر سے برسرِ پیکار رہی ہے۔ خدا کرے اس کی کامیابی ہمارے محبوب مقدس مذہب کی بڑی کامیابی پیش خمیہ ہو۔ یہ ملک میں ایسا آئین تیار کرے جس میں ہمارے مذہب کی مکمل عملی صورت موجود

پیام انسانیت

خرابی کی جڑ یہ ہے کہ بُرائی اور پاپ کی خواہش پیدا ہو گئی

(از جناب ابوالحسن علی ندوی)

تاریخ کا مطالعہ آپ میں اکثر لوگوں نے آج نئے نہیں ہوئے۔ وہ ہزاروں برس سے آباد ہیں ان کی سینکڑوں برس کی تاریخ محفوظ ہے۔ اس تاریخ کی سطح پانی کی سطح کی طرح برابر نہیں۔ اس میں سخت نشیب و فراز ہے۔ اس میں اوج کی کہیں اور نیچا نظر آتا ہے کہیں نیچا۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان کی تاریخ نہیں۔ تو خوارشہ و زردوں کی تاریخ ہے۔ سب کی تاریخ ہے مگر انسان کی تاریخ نہیں۔ ایک مطالعہ انسان کا سرچھٹا ہے کہ ہم میں سے ایسے افراد بھی گزرے ہیں جو تو جہاں تیلوں کی پٹریں گئی۔ کہ ہم اور آپ کیسے آدمی تھے۔ بلیں یہ اندازہ ہم کر سکتے ہیں کہ انسانوں کا پچھلا ریکارڈ کیسا ہے۔ اس میں بعض ایسے دور نظر آتے ہیں کہ اگر بس چلے تو تاریخ سے ہم ان اوراق کو نکال دیں۔ ایسا ریکارڈ ہے کہ ہم بچوں کے ہاتھوں میں دینے کو تیار نہیں۔ مجھے اس کی کہاں سیسائی نہیں۔ لیکن مجھے ایک حقیقت کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ کہ تاریخ میں جو ایسے ناکور دور گزرے ہیں۔ اس میں خرابی کی جڑ کیا ہے۔ جب تک سوسائٹی میں بُرائی کا رجحان اور بگاڑ کی صلاحیت نہ ہو۔ کوئی اس کو بگاڑ نہیں سکتا۔

عام طور پر لوگ کسی خاص طبقہ یا چیز افراد اور بعض اوقات تنہا کسی فرد کو پوری سوسائٹی کی خرابی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان خراب عناصر نے یا اس بگڑے ہوئے فرد نے پوری زندگی کو غلط رخ پر ڈال دیا تھا۔ لیکن مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ میں تاریخ کے مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ ایک مچھلی تالاب کو گندہ کر سکتی ہے لیکن ایک فرد سوسائٹی کو بگاڑ نہیں سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اچھی سوسائٹی میں بڑے آدمی کا گور نہیں ہو سکتا وہ گھٹ گھٹ کر مر جاتے ہیں جس طرح مچھلی کی پانی سے نکال دیا جاتا ہے تو وہ گھٹ کر مر جاتی ہے۔ اس طرح جو سوسائٹی بُرائی کی ہمت افزائی نہیں کرتی وہ اسے خوش آمدید WELCOME کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اس میں بُرائی نہ پڑے لگے گی۔ اس کا دم گھٹنے لگے گا۔ اور وہ دم توڑ دے گی۔

ہر زمانے میں اچھے بُرے انسان ہوتے ہیں کہیں سب برا نہیں ہوتا ان کو ذمہ دار ٹھہرانا اور تمام خرابیوں کو ان کے سرچھوڑ دینا بھلائی نہیں۔ اگرچہ تو سب لوگ حاوی ہو گئے تھے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ پوری زندگی

کا ہینڈل ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ جس طرف چاہتے تھے زندگی کی موڑ دیتے تھے بلکہ بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں سوسائٹی میں خرابی آگئی تھی اس زمانہ کا ضمیر (CONSCIENCE) گندہ ہو گیا تھا۔ اس میں پاپ کا رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے اندر اندھیر۔ ظلم اور خواہشات کو پورا کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ وہ خود غرض اور نفس پرست بن گیا تھا جس دل کو گھن لگے ہوئے جو میں پانی ہو جائے۔ آپ اسے جرائم سے کسی طرح نہیں روک سکتے۔ آپ اس کو میٹرپولی میں جکڑ کر بھی رکھیں گے تب بھی ان چیزوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

خود غرض انسان ہر زمانہ میں کچھ ایسے افراد ہوتے ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ میں ہم اور ہمارے اہل و عیال انسان ہیں باقی سب ہمارے خادم ہیں۔ کچھ ایسے انسان بھی ہیں جو کڑی طور پر انسانوں کو پسند دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ خود اپنے ہی محدود حلقہ کو انسان سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ بس یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں بس انہی کے گھیرے کے دس گیارہ یا بیس پچیس انسان بیٹے ہیں۔

ایسے انسان ہمیشہ سے ہیں جو اپنے اپنے مسائل اور متعلقہ کو دیکھنے کے لیے خود میں رکھتے ہیں اور دوسروں کو دیکھنے کے لیے ان کی آنکھیں بھی بند ہوتی ہیں بعض لوگ وہ دیکھیں رکھتے ہیں۔ ایک سے اپنے کو دیکھتے ہیں۔ دوسری سے تمام دنیا کو دیکھتے ہیں۔ انہیں نظری نہیں آتا کہ انسان کہاں ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ان کے پاس وہ عینک ہے کہ اس کے ذریعے ان کو اپنے نیچے آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کو اپنی رانی بہت اور دوسروں کا پٹاؤ ذرا نظر آتا ہے۔

اصلاح اور سدھار کی مختلف دنیا کے مختلف مقامات پر اور تجربے انہی اچھے تجربے کے مطابق زندگی کے سدھار کے طریقے سوچے اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا کہ ساری خرابی کی جڑ یہ ہے کہ انسانوں کو بڑھ بھر کھانے کو نہیں دیا۔ یہی زندگی کا سب سے بڑا روک ہے انہوں نے اسے روک کر اپنا مشن بنا لیا اس کے نتیجہ میں پاپ اور بڑھاپا پہلے لوگ کمزور تھے۔ پاپ بھی اسی لحاظ سے کمزور تھا۔

ناظرین کو کام! اس سے پیشتر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کے مضامین بعنوان ”غلبہ روم کی پیشگفتی پڑھ چکے ہیں۔ حضرت مصوف کی ذات گرامی خارج قیادت نہیں۔ اسلام اور انسانیت کی خدمت ان کی حیات طیبہ کا نصب العین ہے۔ غرض میں سے ان دونوں پاکستان میں تشریف فرما ہیں۔ ایک جو یہ ”محمد مالدین“ کا ذکر انہوں نے کیا ہے اچھے الفاظ میں فرمایا۔ ہم نے اپنے اکثر ناظرین کو کام کی خواہش کا ان سے اظہار کیا کہ مستقبل ”خدا مالدین کی فنی راونت فرمائیں۔ انہوں نے کہاں فرمائش سے اس درخواست کو مسترد فرمایا۔ چنانچہ اسی اشاعت میں ان کا مضمون بعنوان ”مکہ والا آپ کے لیے حاضر ہے“ منظر مصنف نے معاشرہ کا مرفض شخصیت فرمایا ہے اور علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔ ہمارے ساتھ ہیں وہ کسوفی وی سے جس سے ہم کھرے اور کھرے کو پر کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ مسلسل رہے گا۔ (اداس)

انہوں نے جب خون کے جکھن دے اور قوت جات برہائی تو ان کے پاپ بھی طاقت ہو گئے۔ دلی بدلا ہیں ضمیر بدلا نہیں۔ ذہن بدلا نہیں طاقت بڑھ گئی۔ سبے فکری پیدا ہو گئی۔ فرق اتنا ہوا کہ پہلے پچھلے کپڑوں میں پاپ ہوتے تھے۔ اب رزق برق لباسوں میں پاپ ہونے لگے ہیں۔ بے زور اور بے ہمتا تھیں سے گندہ ہو رہے تھے اب طاقت و راءد ہر سند ہاتھوں سے دی سب گناہ ہونے لگے۔

کسی نے کہا تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ جہالت۔ ناخواندگی ہی فساد کی جڑ ہے اور تمام خرابیوں کی اصل وجہ ہے علم بڑھانے لوگوں نے مصوات حاصل کئے اور فنی فنی زبانیں سیکھیں۔ لیکن جن کا ضمیر فاسد اور ذہن بگاڑا تھا اور دل کے اندر پاپ بسا ہوا تھا۔ انہوں نے علم کے فساد اور تخریب کا ذریعہ بنایا۔ کھلی بات ہے کہ اگرچہ لوگوں کو فنی آجائے تو وہ بخوبی توڑنا سیکھ گئے۔ اس پر کسی میں خدا کا خوف اور انسانی چہرہ دی کا رجحان نہیں ہے اور ظلم و ستم اس کے ضمیر میں ڈھانچا ہے۔ تو علم اس کے ہاتھ میں ظلم اور فتنہ و فساد کا آلہ ہے۔ دے دے گا۔ اور اس کو گندہ اور چوری کے نئے نئے دھنگ سکھائے گا۔ بعض لوگوں نے تعلیم کو اصلاح کا ذریعہ سمجھا اور اچھی ساری قوتیں لوگوں کو تعلیم پر صرف کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بڑے ہوئے۔ انہوں کا ایک بڑا ہوا اور خود تیار ہو گیا جو کام اس تک نہیں منظم طریقہ سے ہوتے تھے اب منظم طریقہ پر کرنے لگے۔ اب سادہ مش اور تعلیم کے ساتھ منظم چوریوں ہوئے لگے۔ لوگوں نے اخلاقی تربیت دل اور ضمیر کی اصلاح کی طرف تو توجہ کی نہیں تھی۔ (باقی مسئلہ)

ایشاک کی اعلیٰ ترین نظر

(از مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ)

کافروں نے یہ کیا جنگ اُحد میں مشہور
کہ پیر بھی ہوئے کشتہ شمشیر و دم
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہونچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدہ حسرت و غم
ہو کے یتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کو دک ویر و جوان و خد م خیل و خشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عرفاف
جن میں تھیں سیدہ پاک بھی باویدہ تم
ایک خاتون کہ انصارِ نکو نام سے تھیں!
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس انکے ہم
موقع جنگ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
سب بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی

اُس عقیقہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا
سب نے دی اس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ اُمم
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم
سب کے اُس نے رُخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر بیچ سے سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی قدا
اے شہ دین اتیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

جلسہ ذکر

مرتبہ چوہدری عبدالرحمن خان حبیب

آج مورخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۵۵ء محرمنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی مدظلہ نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

سبیل الرشاد و سبیل النبی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَحْمَدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ
اصْطَفَى - آمِنًا بَعْدَ -

دنیا میں دو راستے ہیں۔ ایک سبیل الرشاد اور دوسرا سبیل النبی۔ دونوں کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ سورہ الاعراف رکوع ۷ میں فرماتے ہیں: سَابِقُ الْحَقِّ إِلَى الَّذِينَ يَنْتَكِبُونَ فِي الْأَرْضِ بَغْيًا حَقًّا وَإِنْ يَكُودُوا إِلَى آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَتَوَلَّوْا سَبِيلَ الرَّشَادِ لَا يَتَّخِذُوا سَبِيلًا وَإِنْ يَكُودُوا سَبِيلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوا سَبِيلًا مَّا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ترجمہ۔ میں ان لوگوں کو جو زمین میں ناحق بکرب کرتے ہیں۔ اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا۔ اور اگر وہ ساری نشانیاں دیکھ لیں۔ تو بھی ایمان نہ لائیں گے اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں۔ تو اس کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں۔ اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور ان سے غافل رہے۔

اللہ کا حکم ماننے کے لئے جھکنا پڑتا ہے اس کی بسم اللہ ہے۔ حضور کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھنا۔ جو لوگ حضور کا ادب نہیں کرتے۔ وہ اللہ کے حکم کے سامنے اگرتے ہیں۔ اور ہدایت کی بجائے گمراہی کے راستہ کو اپنا مسلک بناتے ہیں۔ وہ منکرانہ الفاظ کہہ ہدایت کے راستہ سے بھاگتے ہیں مثلاً اگر وعظ و نصیحت کی مجلس ہو۔ اور ان سے شامل ہونے کے لئے کہا جائے۔ تو طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ اگر کوئی گویا آجائے۔ تو خود

کہیں گے۔ کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلنا۔ اللہ کے ہر حکم میں دنیا کی عزت اور آخرت کی نجات کا راز مضمر ہے۔ سورہ النحل رکوع ۱۷ پارہ ۱۷ میں فرماتے ہیں: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَأَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ترجمہ جو شخص نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ بشرطیکہ ایماندار ہو۔ تو ہم اُس کو ضرور بالضرور پھری زندگی عطا کریں گے۔ اور ان کے اچھے کاموں کا ضرور بالضرور اجر دیں گے۔

دنیا دار شادی پر زبردبار ہو جاتے ہیں۔ آج ہی میں مولوی حمید اللہ کی شادی کر کے آیا ہوں میں نے نہ کچھ دیا۔ اور نہ لیا۔ لڑکی والوں نے اگر کچھ دیا۔ تو اپنی بیٹی کو دیا۔ ہم نے اگر کچھ دیا تو اپنی بیوی کو دیا۔ دنیا دار کے لئے شادی عذاب الہی بن جاتی ہے۔ قتائیں اور شامیانے آرہے ہیں۔ میزیں اور کرسیاں آرہی ہیں۔ ہمارا ولیمہ فرش زمین پر ہوگا۔ ہماری برادری یہاں بیٹھی ہے۔ کل رات وہاں آرام سے سوئے تھے۔ آج یہاں آرام سے سوئینگے۔ نہ شادی کی فکر تھی اور نہ ولیمہ کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو راستہ سمجھاتے ہیں اس میں دنیا کی بھی عزت۔ فرحت اور راحت ہوتی ہے۔ دنیا دار احکام الہی کی خلاف ورزی کر کے دنیا میں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ اوپر والی آیت میں اس کا بھی سبب اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا یہ دنیا وہ بہشت تو نہیں بن سکتی جس کے ہمیں قرآن مجید میں وعدے دئے گئے ہیں۔ البتہ

قرآن مجید کے راستے پر چلنے سے ہر ممکن آرام مل سکتا ہے۔ سبیل الرشاد قرآن ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ایمان عطا فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی ہر بات کو مانتے ہیں۔ میں نے لڑکیوں کی شادیاں بھی اسی طرح کی تھیں۔ مولوی عبدالمجید صاحب سوہدرہ والوں نے مجھے خط لکھا۔ کہ مجھے رشتہ کی ضرورت ہے۔ میں نے ان کو لکھا کہ مجھے بیٹے۔ وہ آئے تو میں نے ان کو بتلایا کہ لڑکی فلاں فلاں کتابیں پڑھی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے اسکول کی پڑھی ہوئی نہیں چاہیے۔ میں نے کہا کہ اسکول میں نہیں پڑھی اپنی والدہ سے پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کو لا کر دکھاؤں۔ میں نے کہا کہ گھر والوں کو دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ کے گھر والے دیکھ لیں۔ میں نے کہا ہمارے گھر والوں نے دیکھی ہوئی ہے۔ اگر رشتہ منظور ہو۔ تو لے لیں۔ ورنہ کسی سے ذکر نہ کریں۔ کہ فلاں رشتہ احمد علی نے پیش کیا تھا اور میں نے انکار کیا۔ کہنے لگے نہیں کروں گا۔ پھر میں نے کہا کہ میری لڑکی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی نوکاح پڑھا دیتا ہوں۔ اور لڑکی کو رغبت کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک جلسہ پر باہر جانا ہے۔ وہاں سے واپس آؤں گا۔ نوکاح کر دیجئے گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ زیور وغیرہ کیا لاؤں۔ میں نے کہا کچھ لانے کی ضرورت نہیں جو آپ نے دینا ہے گھرے جا کر دے دیجئے گا۔ ہم نے جو دینا ہے وہ بند کر کے دیدیں گے۔

سورہ لقمان ۱۷ پارہ ۱۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ مِّنْ أَنَابَ إِلَيَّ مِّنْ مَّرَاوِنِيَاءَ هِيَ - چنانچہ داؤد کے متعلق سورہ ص رکوع ۱۷ پارہ ۱۷ میں فرماتے ہیں۔ فَاسْتَخَفَّ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ترجمہ پس انہوں (داؤد) نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع کیا۔

میری تقریر کا آخری مرکزی نکتہ ہی ہوتا ہے۔ ملے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ جن پر قرآن اور سنت کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ ان کی صحبت میں یہ رنگ پیدا ہوتا ہے

دنیا دار پر اللہ کی مخالفت سے باز پڑ جاتا ہے اور دیندار سے بار اتر جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث میں اسی موضوع کے متعلق ایک حدیث ہے۔ عَنْ أَنَسٍ مَّسْجُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرْبُ اللَّهِ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَعَنْ حَقِيبَةَ الصِّرَاطُ سَوْرَانِ فِيهِمَا الْبَابُ فَتَحَهُ وَعَلَى الْبَابِ سِتُورٌ صَخَاةٌ وَحَدَّثَنَا الرَّاسِ الصِّرَاطُ دَامِعٌ يَقُولُ اسْتَقِيمُوا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَحْجُوا فَوْقَ ذَلِكَ دَامِعٌ يَدْعُو الْكَلَامَ هَمَّ عَمِلٌ (باقی صفحہ ۷)

نماز چھوٹنے پر سزائیں

(از حاجی مکال الدین مدہس کارپوریشن مقیم شاہ عالمی لاہور)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے ایسے حال میں رخصت ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان رکھتا ہو۔ اس کی عبادت کرتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو۔ روزہ ادا کرتا ہو۔ تو وہ ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا کہ حق تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں۔ اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ آخر راتوں میں استغفار کرتے ہیں۔ تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت سلمانؓ کو ایک خط میں لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات گناہ کر دو۔ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ مسجد تہمتی کا گھر ہے اور اللہ جل شانہ نے اس بات کا جہد فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں اکثر رہتا ہے۔ اس پر رحمت کرا دی جائے۔ اس کو راحت دے دی جائے۔ تباہی میں پل صراط کا راستہ آسان کر دیا جائے۔ اور اپنی رضا نصیب کر دی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مسجد میں اللہ کے گھر ہیں۔ اور گھر کرنے والے کا اکرام ہوتا ہی ہے۔ اس لیے اللہ پر ان کا اکرام ضروری ہے جو مسجدوں میں حاضر ہونے والے ہیں۔ وہ سری بسکہ ارشاد ہے کہ جو شخص مسجد سے اُفتخار رکھے خدا تعالیٰ اس سے اُفتخار رکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب مردہ قبر میں رکھا دیا جاتا ہے تو جو لوگ قبر تک ساتھ گئے تھے وہ ابھی تک واپس بھی نہیں آتے کہ فرشتے اس کے امتحان کے لئے جاتے ہیں۔ اس وقت اگر وہ یقین ہے تو نماز اس کے دائیں طرف سے آ جاتی ہے۔ اور۔۔۔ روزہ بائیں طرف اور باقی جتنے بھلائی کے کام کئے تھے وہ پاؤں کی جانب ہو جاتے ہیں اور ہر طرف سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں کہ اس کے قریب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے خود ہی سے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہیں۔ سبحان اللہ اور اس لئے کی بھی کیا شان ہوگی جو امیر اللہ کے نیک بندے کی ہے۔

ہوں حل میرے سزاوار قبول

جن سے تیری ہو رضا مندی حصول
حضرت اسماءؓ کہتی ہیں۔ نبیؐ نے حضورؐ سے سنا کہ دنیا کے دن سارے آدمی ایک جگہ جمع ہوں گے اور فرشتہ

جو بھی آواز دے گا۔ سب کی سناٹی دے گی۔ اس وقت اعلان ہوگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو راحت اور تکلیف میں یعنی ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے تھے۔ یہ سن کر ایک جماعت اٹھنے لگی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ پھر اعلان ہوگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان کے دوستوں سے دُور رہتے تھے۔ پھر ایک جماعت اٹھنے لگی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلی جائیگی۔ جب یہ حضرات بغیر حساب کتاب چھوٹ چکیں گے تو جہنم سے ایک (عقبت) لمبی گزری ظاہر ہوگی۔ جو لوگوں کو پھاندنی چلی آئے گی۔ اس میں دو چمکدار آنکھیں ہوں گی اور نہایت فصیح زبان ہوگی۔ وہ کہے گی کہ میں اُس شخص پر مسلط ہوں جو متکبر بد مزاج ہو۔ اور جمع میں سے ایسے لوگوں کو چن لے گی۔ جیسا کہ جانور دانہ چمکتا ہے۔ ان سب کو جہنم میں ڈال دے گی۔ اس کے بعد پھر اس طرح نکلے گی اور کہے گی کہ اب میں ہر اس شخص پر مسلط ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی۔ ان لوگوں کو بھی جماعت سے چن کر لے جائے گی۔ اس کے بعد سب بار پھر نکلے گی اور اس مرتبہ قیود اول کو چن کر لے جائے گی۔ اس کے بعد جب یہ تینوں قسم کے آدمی جمع سے جھٹ جائیں گے تو حساب کتاب شروع ہوگا۔

کہتے ہیں پہلے زمانے میں شیطان آدمیوں کو نظر آ جاتا تھا۔ ایک صاحب نے اس سے کہا کہ کوئی ترکیب ایسی بتا کہ میں بھی تجھ جیسا ہو جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ ایسی فرمائش تو آج تک مجھ سے کسی نے بھی نہیں کی۔ تجھے اس کی کیا ضرورت پیش آئی۔ کہا کہ میرا دل چاہتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ اس کی ترکیب یہ ہے کہ نماز میں سستی کو اور قسم کھانے میں ذرا پروا نہ کر۔ چھوٹی سستی ہر طرح کی قضیوں کا یا کر۔ ان صاحب نے کہا کہ میں اللہ سے جہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑ دوں گا۔ اور کبھی قسم نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا کہ تیرے سوا مجھ سے چال کے ساتھ کسی نے کچھ نہیں لیا میں نے بھی جہد کر لیا کہ آدمی کو کبھی نصیحت نہیں کر دوں گا۔

جھوٹے شیطانوں کی چھیڑوں سے بچا
چھوٹے شیطانوں کو رکھ دو اللہ خدا
انگتا ہوں تجھ سے میں تیری پست
شر سے شیطانوں کے ہر دم یا اک

منزلہ احادیث میں آیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اسے این آدم تو دن کے شروع میں میرے لیے چار

رکعت پڑھ لیا کہ میں تمام دن کے لیے ترے کام تیار کر دوں گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نماز اللہ کی رضا کا سبب ہے فرشتوں کی محبوب چیز ہے۔ انبیاء کی سنت ہے۔ اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعا قبول ہوتی ہے۔ جنت میں برکت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کی جڑ ہے۔ بدن کی راحت ہے۔ دشمن کے لئے ہتھیار ہے نماز کے لیے سفارشی ہے۔ قبر میں چراغ ہے اور اس کی وحشت میں دل بہانے والی ہے۔ جنت کی کنجی ہے۔ منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے۔ اور قیامت کی دعوت میں سادہ ہے اور اندر حیرت میں روشنی ہے۔ جہنم کی آگ کے لئے آ رہا ہے۔ اعمال کی ترازو کا پوچھو ہے۔ اور پل صراط پر جلدی کرنے کو دہائی ہے۔ جو شخص نماز کی حفاظت کرے۔ اوقات کی پابندی کے ساتھ اس کا اتہام کیسے تو حق تعالیٰ شانہ فوجیوں کے ساتھ اس کا اکرام فرماتے ہیں۔

(۱) یہ کہ اس کو خود محبوب رکھتے ہیں۔

(۲) تندرستی عطا فرماتے ہیں۔

(۳) فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

(۴) اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں۔

(۵) اس کے چہرے پر صفا کے اوار ظاہر ہوتے ہیں۔

(۶) اس کا دل نرم فرماتے ہیں۔

(۷) وہ پل صراط پر گھسی کی طرح گزر جائے گا۔

(۸) جہنم سے نجات فرمادیتے ہیں۔

(۹) جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوس نصیب ہوگا۔ جن کے بارے میں لا خوف علیہم ولا ھم یخزئون دارو ہے۔ یعنی قیامت میں نہ ان کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ذرا سوچئے کہ جس چیز میں اس قدر فائدہ ہے ہی فائدے ہوں پھر اس کی طرف سے ایسی بے رغبتی کہ سنو میں سے پانچ ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ پچانوین بے نماز وہ کہ خدا کے ان بے شمار انعامات سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے بے ہمتی اور بے نصیبی ہوگی۔

جھکو یہ تو فتنہ دے اے بے نیاز
کہ ہمیشہ ٹھیک رکھوں میں منہ
جھکو تو پورا نماز ہی دے نا
اور میری اٹلا دو کو بھی اسے خدا
کو دنا میری الہی مستجاب
بخش دینا جھکو تو روز حساب
اسی سلسلے میں حضورؐ کا ایک اور ارشاد سنئے۔

فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں۔

”چہرہ کی رونق ہے۔ دل کا نور ہے۔ بدن کی راحت، تندرستی کا سبب ہے، قرب اللہ ہے۔ اللہ کی رحمت آونے کا ذریعہ ہے۔ آسمان کی کنجی ہے۔ اعمال کی ترازو کا وزن ہے (کہ اس سے نیک اعمال کا پلٹ بھاری ہو جاتا ہے) اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ جنت

کی قیمت ہے اور دوزخ کی آگ ہے جس نے اس کو قائم کیا۔ اس نے زمین کو قائم کیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے اپنے دین کو گمراہ کیا۔
ہو تری پوری رضا مندی نصیب

مغفرت بھی ہو تری پوری نصیب
اور مجھے پورا غم پوری مہاز

ہو میرے خدا سے بے نیاز

ایک حدیث میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھنا اور بے مہاز سے اپنے گھر والوں کو متور کیا کرو فرما لیں تو مسجد میں سنو تو داخل گھر میں اندر تو مستحضر حدیث ہے کہ میری امت تیار کے مندر و منور اور مسجد کی وجہ سے روشن ہواؤں والی اور روشن چہرہ والی ہوگی۔ ایسی صلاحت سے دوسری امتوں سے پہچانی جائے گی۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا آفت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹائی جاتی ہے۔ اور یہ تو مقدور احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنم پر حرام کر دیا ہے کہ سجدہ کے نشان کو جلائے و مچنی اگر اعمال بدی وجہ سے وہ جہنم میں داخل بھی ہوگا تو سجدہ کا نشان جس جگہ ہوگا اس پر آگ کا اثر نہ ہو سکے گا) ایک حدیث شریف میں ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے اور عتقہ اس کی گرفت و قبضہ سے دوسری جگہ اس کے متعلق ایک قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ ایک مرتبہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے حضور نے فرمایا کیا پیٹ میں درد ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اٹھ نماز پڑھ۔ نماز میں شفا ہے۔

حضور نے ایک مرتبہ جنت کو خواب میں دیکھا تو حضرت بلال کے چوتوں کے گھسیٹنے کی آواز بھی سنائی دی۔ صبح کو حضور نے پوچھا کہ تیرا وہ خصوصی عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت میں بھی تو دنیا کی طرح ہے میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ عرض کیا۔ حضرت اور تو کچھ نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ وہ لوگوں کے بعد دو رکعت تختہ الوضو پڑھ لیتا ہوں۔ خیالی فرماتے کہ دو رکعتوں نے حضرت بلال کے مرتبہ کو کہا سے کہاں پہنچا دیا۔

ہو تیرے واسطے میری نماز!

اے خدا تھے پاک رتبے نبی

اور قربانی میری تیرے سے

چہ میری کل بندگی تیرے سے

جیسا مرنا اور میرا سب کا روبرو

میں تیرے ہی واسطے اے کرنا کار

صبح کی نماز چھوڑنے والے کو ملائکہ آؤ گا جیسے پکارتے ہیں۔

ظہر کی نماز چھوڑنے والے کو آؤ خاسر (خسارہ والے)

عصر کی نماز چھوڑنے والے کو عامی سے

مغرب کی نماز چھوڑنے والے کو کافر سے

عشاء کی نماز چھوڑنے والے کو مضیق (اللہ کا حق ضائع کرنے والے) پکارتے ہیں۔

علامہ شرنائی فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ

مہیت ہر اس آدمی سے شہادی جاتی ہے کہ جہاں کے

لوگ نماز ہوں۔ اور ہر اس آدمی پر نازل ہوتی ہے جہاں

کے لوگ نمازی نہ ہوں۔ پھر انچہ ایسی جگہوں میں جگہوں کا کرنا۔ نہ لوگوں کا آنا اور مکافوں کا دھنس جانا کوئی تعجب نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو نمازی ہوں نہ مجھے دوسروں سے کیا غرض۔ اس لیے کہ جب بلانازل ہوتی ہے تو عام ہوا کرتی ہے۔ خود حدیث شریف میں موجود ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کیا ہم لوگ ایسی صورت میں ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحا و موجود ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں جب غیبت کا غلبہ ہو جائے۔ اس لیے کہ ان کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی بصورت کے موافق دوسروں کو براہ راست سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقیقی جہنم میں جلائے گا۔ اور عقب کی مقدار ۸۰ برس کی ہوتی ہے۔ ایک برس میں ۳۶۰ دن اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اس حساب سے دو کوڑا اٹھاسی لاکھ برس ہوتے ہیں۔ عقب کے لغوی معنی بہت زیادہ زمانہ کے ہیں۔ اکثر احادیث میں اس کی بھی مقدار لگائی ہے۔ جو اوپر گزری۔

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اس جہنم پر نہیں چاہئے کہ ایمان کی بدولت جہنم سے آخر نکل جاتیں گے اتنے سال یعنی دو کوڑا اٹھاسی لاکھ برس جلنے کے بعد نکلنا ہوگا وہ بھی سمجھی کہ کوئی اور وجہ زیادہ پڑے رہنے کی نہ ہو۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے۔ اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا ہے۔ اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے۔ ایک دفعہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ یہ کہو کہ اے اللہ ہم میں کسی کو شقی محروم نہ کر۔ پھر فرمایا جانتے ہو شقی محروم کون ہے۔ فرمایا کہ نماز کا چھوڑنے والا کہ اس کا کوئی حصہ اسلام میں نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ویدہ دانستہ بلا عذر نماز چھوڑنے والے کی طرف خدا تعالیٰ قیامت میں التفات ہی نہ فرمائیں گے اور عذاب الیم (دکھ دینے والا عذاب) اس کو دیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب دیا جائے گا۔ بخدا ان کے نماز چھوڑنے والا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوں گے اور فرشتے منہ اور پشت پر ضرب دگا رہے ہوں گے۔ جنت کہے گی کہ میرا تیر کوئی تعلق نہیں۔ نہ میں تیر سے لے نہ تو میرے لیے۔ دوزخ کہے گی آ جا میرے پاس آ جا تو میرے لیے میں تیرے لیے۔ یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جہنم میں ایک داوی ہے جس کا نام ہے لم لم۔ اس میں ساتی ہیں جو اونٹ کی گزوں کے برابر موٹے ہیں۔ اور ان کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام ہے جب الحزن۔ وہ بچھوں کا گھر ہے اور ہر بچھو خیر کے برابر ہلکا ہے۔ وہ نماز چھوڑنے والوں کو ڈسنے کے لئے ہیں۔

ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بھائی دوزخ

میں شریک تھا۔ اتفاق سے دوزخ گرنے پر اسے ایک پھیل قبر میں گر گئی۔ اس وقت خیال نہ آیا۔ بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا۔ چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا ارادہ کیا۔ قبر کھول کر دیکھا کہ وہ لاش دیکھا کہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی۔ روتا ہوا ماں کے پاس آیا۔ اور حالی بیان کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کوئی تھی اور قضا کرتی تھی۔

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ دین بخر نماز کے نہیں ہے۔ نماز دین کے لئے ایسی ہے جیسا کہ آدمی کے بدن کے لیے سر ہوتا ہے جو لوگ نماز نہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا صحبت اسلامی کے لیے چڑھے دعوت کرتے ہیں وہ حضور کے ان ارشادات پر ذرا غور کریں اور جن اسلاف کی کامیابیوں تک پہنچنے کے خواب دیکھتے ہیں۔ ان کے حالات کی بھی تحقیق کریں کہ وہ دین کو کس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پھر دنیا ان کے قدم کیوں نہ چومتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی آنکھ میں پانی اتر آیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے حضور سے سنا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ خدا کے ہاں ایسی حالت میں حاضر ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔ لوگوں نے کہا کہ لکڑی پر پانچ دن سجدہ کرنا پڑے گا۔ فرمایا کہ ایک رکعت بھی اس طرح نہ پڑھوں گا۔ عمر بھر مینائی کو صبر کر لیتا۔ ان حضرات کے یہاں اس سے سہل خاکہ نماز چھوڑ دیں۔ حالانکہ اس عذر کی وجہ سے نماز کا چھوڑنا جائز بھی تھا۔ حضرت عمرؓ کے آخر زمانہ میں جب برہما مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات غفلت طاری نہ ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ اسی غفلت میں وصال بھی ہو گیا۔ مگر بیماری کے ان دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو ان کو پیشیاں کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی۔ وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور یہ فرماتے کہ ہاں ہاں ہر وجہ جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ ہمارے ہاں بیماری کی خیر خواہی اور راحت دہانی اس میں سمجھی جاتی ہے کہ اس کو نماز کی تکلیف نہ دی جائے۔ بعد میں مذہب دیدیا جائے گا۔ ان حضرات کے یہاں خیر خواہی یہ تھی کہ جو عبادت بھی چلتے چلائے کر سکے دریغ نہ کیا جائے۔

یہ دعا میری ہے تجھ سے اور اُمید

اس و راحت ہو مجھے روز وعید

اور جنت میں ٹھکانا ہو مرا

نیک بندوں کا مجھے ساتھی بنا

خاص بندے جو مقرب ہیں تیرے

ہمیں ہیں ہر دم عبادت میں کے

اور وہ بچے نمازی سے رہا

پھر میرے وعدوں کے اور بھی باؤنا

مجھ کو بھی ساتھ لے لے رکھیں جنت فرورس میں کڑا میثم

قبولیت دعا کی اہم شرط

(از جناب مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی)

”سبب قریب“ کہا ہے۔

امام غزالی نے دسویں شرط پر جو کچھ لکھا ہے اس کا کچھ اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ سمجھ سکیں کہ اس کی یہ غلط فہمی دور ہو جائے اور یہ بات صاف ہو جائے کہ دین دنیائی بہر نعت اچھے اخلاق و اعمال ہی کے بدلہ میں عطا کی جاتی ہے۔ وہ نعمت دعا کی قبولیت ہو یا مغفرت و بخشش ہو فرماتے ہیں :-

”دسویں شرط دعا کے قبول ہونے کی یہ ہے کہ خدا کے سامنے توبہ کرے۔ اس کے بندوں کی حق تلفیوں سے باز آئے۔ جو کسے حق واجب ہوں۔ انہیں ادا کر دے۔“

مطلب یہ ہے کہ انسان پڑوسیوں کی خدمت نہ کرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے۔ جھوٹ بولے۔ اور لوگوں پر الزام تراشی نہ کرے اور پھر یہ سمجھے کہ میں جو دعا مانگوں گا وہ قبول ہوگی۔ یہ اس کی نادانی اور خوش فہمی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ایک دفعہ بنی اسرائیل غلط میں مبتلا ہوئے، حضرت موسیٰ لوگوں کو ساتھ لے کر دعا کے لیے نکلے۔ تین دن تک دعا فرمائی۔ لیکن غلط دور ہونے کے آثار نظر نہ آئے۔ حضرت موسیٰ پیغمبر تھے۔ انہیں ملال ہوا۔ خود را دھی آئی :-

”موسیٰ! میں تیری اند تیرے ساتھیوں کی دعا ہرگز قبول نہ کروں گا۔ کیونکہ تم لوگوں میں ایک چنل ہو رہے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا :-

”خداوند! وہ کون شخص ہے، بتا دے۔ تاکہ میں اسے جماعت سے نکال دوں۔“

دھی آئی :-

”موسیٰ! میں تمہیں تو چنل خوری سے روک رہا ہوں اور خود چنل خور بن جاؤں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساری جماعت کو جمع کیا اور فرمایا :-

”تم سب خدا کے سامنے چنل خوری

اسلامی عبادات و احکام کی تبلیغ کرنا جہاں بہت ثواب اور اجر کی بات ہے۔ وہاں بہت بڑی ذمہ داری اور ہوشیاری کا کام بھی ہے۔ اگر مسلمانوں کو نماز روزہ کی فضیلت بتانے میں پوری بصیرت سے کام نہ لیا جائے تو اس سے فائدہ پہنچنے کے ساتھ ساتھ نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ شریعت میں دعا کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھ سے مانگو۔ میں قبول کر دوں گا۔ دعا سے عینیں دھند ہوتی ہیں، ملائیں ٹپکتی ہیں۔ مغفرت ہو جاتی ہے جنت ملتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شریعت میں دعا قبول ہونے کی بہت سی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ ایک شخص جو شریعت کی پوری معلومات نہیں رکھتا۔ وہ صرف دعا کی نصیحت اور اس کا ثواب لوگوں کو سنا رہا ہے اور یہ نہیں بتاتا کہ یہ اجر و ثواب کس صورت میں ملتا ہے۔ وہ غریب خود ہی ان شرطوں سے واقف نہیں۔ دوسروں کو کیا بتا سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان رات دن وظیفوں اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔ مگر ان کی عملی اور اخلاقی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری دعا میں ہمارے سارے دل و دودھ کر دیئے ہیں۔ اور ہم اپنے لئے غلط رحمان و رحیم سے جو مطلب کرتے ہیں وہ ہمیں ملتا ہے۔ یہ نقصان ہے اس بات کا کہ تبلیغ کرنے والوں اور وعظ فرماتے والوں کو شریعت کا اتنا علم نہیں ہوتا جتنا کہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے والوں کے لیے ضروری ہے۔

شریعت میں فضیلت اور ثواب اسی عبادت کا زیادہ ہے۔ جو عبادت زندگی میں خوش گوار انقلاب پیدا کرے۔ زندگی کو اچھا بنائے اور خوبول سے آراستہ کرے۔ ایسی عبادت جو زندگی کی باتوں کے ساتھ سمجھوتہ کرے۔ وہ عبادت ہی نہیں ہے ریا کاری ہے۔ ذیل کی غلطیوں میں دعا کے متعلق جو کچھ لکھا جا رہا ہے اس پر غور کیجئے :-

”احیاء العلوم“ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں اسلام کے اس عارف اور فلسفی عالم نے حاشیاء کی قبولیت کی دس شرطیں بیان کی ہیں۔

ان شرطوں میں امام موصوف نے دسویں شرط کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور اسے قبولیت کے لیے

سے قریب کر دے۔ سب نے مل کر توبہ کی۔ خدا تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ اور آسمان سے باران رحمت کا آغاز ہوا۔

ادھر کی ادھر کرنا۔ روکے سن اور منہ کے اڑانا۔ بیٹے کی بات باپ سے کہنا۔ اور باپ کی بیٹے سے۔ میاں کی بیوی سے اور بیوی کی میاں سے۔ یہ عادات اسلامی اخلاق میں بدترین گناہ ہے۔ اگر پوری جماعت میں ایک آدمی بھی ایسا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ پوری جماعت کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ پھر جو آدمی خود ایسا ہو تو اس کی دعا قبولیت کا شرف حاصل کرنے کے قابل کیسے ہو سکتی ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ امام موصوف نے اور نقل کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :-

بنی اسرائیل خشک سالی کا شکار ہوئے۔ یہاں تک کہ مردار کھانے کی نوبت آئی۔ لوگوں نے آواز دی مروج کو، وعائیں مانگیں۔ اس وقت کے رسول پر وحی آئی :-

”لوگوں سے کہہ دو، اگر تم دعائیں کرتے کرتے خشک بھی جاؤ گے۔ تو میں تمہاری دعائیں قبول نہیں کروں گا۔ نہ تم پر رحم کروں گا۔ جب تک کہ تم لوگوں کے حق مارنے سے توبہ نہ کر دو گے۔ تمہارے جسم ناپاک ہیں۔“

تمہارے ہاتھ بے گناہ ہوں گے خون میں نہ لگیں ہیں۔ تمہارے پیٹوں میں حرام مال ہے۔ اور تم مجھ سے رحمت کی دعا کر رہے ہو۔“

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دسویں شرط میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کی تائید شب براءت اور شب قدر کی احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہ دونوں راتیں قبولیت دعا کے لیے خاص راتیں ہیں۔ ان دونوں راتوں میں دعا قبول ہونے کی جو شرطیں بیان کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے۔

دعائیں ان لوگوں کی قبول ہوتی ہیں جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور وہ بددعا سے اس کے بندوں کا حق ادا کرتے ہیں۔

مشرک جس طرح قبولیت دعا کی دولت سے محروم رہتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی اپنی دعاؤں میں ناکام رہتا ہے جو اپنے بندوں کے کام نہیں آتا۔ ان کی سعادت کو اپنی نصیب نہیں سمجھتا۔ وقت پڑنے پر پڑوسی سے انکسیر پھیرتا ہے۔ صحیح ہے کہ جس طرح زندگی ناقابل تقسیم ہے اسی طرح اسلامی احکام میں بھی تقسیم جاری نہیں کی جاسکتی جس طرح زندگی کا ایک شعبہ دوسرے شعبہ سے بڑا ہوا ہے اسی طرح اسلام کی تمام ہدایات کا بھی ایک مربوط سلسلہ ہے۔ ایک گناہ

بعض شاہان ہندو حالات

حکمران طبقہ کیلئے دشمنوں کی

پروہ چاک کر دیا۔ اس واقعہ میں ہمارے دور کے امراء اور دوسرے لوگوں کیلئے عبرت و بصیرت کا سبق ہے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ایک مرتبہ قاضی غنیمت سے متعدد سوالات کئے، قاضی صاحب نے ہر ایک سوال کا جواب شریعت کے مطابق اور بادشاہ کے خلاف دیا۔ قاضی صاحب کو یقین تھا کہ اب میرا قتل ہونا قریب ہے مگر خلاف توقع علاؤ الدین نے انعام و اکرام سے نوازا۔ قاضی صاحب کو خطاب کر کے بولا،

”اگرچہ میں علم سے بالکل بے بہرہ ہوں۔ اور فرائض و نوازل کے مسائل سے نااہل ہوں۔ لیکن مسلمان ہوں اور مسلمان زادہ ہوں، میں جانتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہ احساس بھی غنیمت ہے۔ اب ہمارے اس زمانہ میں کسے اس کا احساس ہے، اب کوئی بااثر امیر ایسی مخالفت برداشت کرنے کو تیار نہیں، گو یہ مخالفت حق ہو مگر مسلمانوں کو غیظ و غضب آنے سے پہلے سوچنا چاہئے میں مسلمان ہوں اور مسلمان کی زندگی دنیا ہی زاد نہیں ہے ہر قدم پر اسلامی قانون کا پابند ہے۔“

دولت کی نامموری اور مالداروں کی نخوت و غرور کو ختم کرنے کے لیے علاؤ الدین خلجی نے کافی کوشش کی، اس نے چاہا کہ امیر اور اہل دار بھی محنت کریں تاکہ غریبوں کو ان کی قدر معلوم ہو۔ فرشتہ کا بیان ہے۔ علاؤ الدین نے چاہا کہ سلطنت میں جید ضابطے ایسے جاری کئے جائیں جس سے کمزور اور طاقت ور لوگوں میں بالکل مساوی ہو جائے۔ اور گاؤں کے محکموں اندر چودھریوں کو جو فرائض رعایا پر حاصل ہے وہ باقی نہ رہے۔“

فیاض الدین تغلق کے متعلق فرشتہ کا بیان ہے ”یہ بادشاہ بڑا حلیم اور بردبار تھا، نخوت اور عقل بھی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ علاوہ بریں پاکباز اور نیک طبیعت بھی تھا۔ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا اور صبح سے شام تک دیوان عام میں بیٹھ کر رعایا کی پریشی اور ملکی و مالی مشکلات کو حل کرنے میں اپنا سارا وقت صرف کرتا تھا۔ اپنی رعایا میں جس شخص کو پریشان حال دیکھتا اس کا حال پوچھتا اور اس کی تکلیف رفع کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ جو امر خلق کی تکلیف کا باعث ہو سکتا تھا اس سے احتراز کرتا اور جو شخص مخلص نظر آتا اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔“

اب یہ خوبیاں حکمران طبقہ میں غائب ہیں۔ آج کے حکمران طبقہ کی زندگی کا تجزیہ کیجئے تو ہلاکتوں کے (واقعی چیلنج)

قتال میں مبتلا رہتے ہیں۔ امریکہ کے ہادر اور کسی انکھیں کھول کر پڑھیں جو لاکھوں عورتوں کو بیوہ اور لاکھوں بچوں کو یتیم کرنے کے بعد بھی اسی فکر میں ہیں کہ ایک اور جنگ عظیم دنیا میں چھڑے۔ سلطان جلال الدین کا خدا بھلا کر ہے اس نے بڑی اچھی بات کہی، قلعة کی فتح کے لیے انسان کے خون سے ہاتھ نہ لگنا بڑی زیادتی ہے کاش ہمارے اس دور کے ایجاب سیاست و حکومت میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے۔

سلطان کو ایک مرتبہ خیال آیا کہ میرے کارنامے اتنے شاندار ہیں پھر مجھ کو کیوں ”راہِ مجاہدین“ میں سبیل اللہ کے لقب سے خطاب میں نہ یاد کیا جائے۔ خود اس کی تدبیر سوچی اور ایسا پروگرام بنایا کہ مجھ سے دربار میں کچھ لوگ اس کی اجازت طلب کریں۔ جب یہ پروگرام طے ہو چکا تو دفعتاً اس کے دل میں آیا، شیطان نے مجھے دھوکہ دیا۔ دربار میں آیا، تو حسب پروگرام دربار میں قاضی غفر الدین کے ذریعہ قوم کی طرف سے بادشاہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ حضور کو اطعام دینی سبیل اللہ کے لقب سے یاد کر سکیں۔ سلطان نے یہ سن کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے، آپ لوگ میرے کہنے کے مطابق ملکہ جہاں کے ایماء سے یہ کہہ رہے ہیں۔ لیکن اسی وقت مجھ کو خیال آیا تھا کہ میں نے دشمنانِ خدا سے حتیٰ لڑائیاں لڑی ہیں۔ ان میں سے کوئی جنگ بھی ایسی نہیں ہے جو میں نے غرض دنیاوی شائبہ کے بغیر محض خدا کے لیے لڑی ہو، اس خیال کے آتے ہی میں اپنی خواہش پر نشان ہوا، اور اب میں نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا ہے۔“

اس واقعہ سے سلطان کے قلب کی صفائی کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر صاف تھا۔ اپنے ایک قلمی چور کا راز یہ میر دربار فاش کر دیا اور اپنی غلطی کے اظہار پر زور بلاہے پس و پیش نہ کیا۔ سچائی اسی کا نام ہے۔ انسان شیطانی وسوسہ سے دوچار ہوتا ہے، مگر مسلمان وہ ہے کہ جو اس کا راز اس پر کھلا توہ کی اور شیطانی وسوسہ کا

خاندان بھی کا پہلا سلطان جلال الدین بڑا رحم دل بادشاہ گذرا ہے۔ سیدتی عادل بردبار اور خدا ترس بھی تھا۔ ایک دفعہ ملک چھوڑنے لغات کی۔ سلطان نے مقابلہ کیا۔ ملک چھوڑنے شکست کھائی۔ خود چھوڑا اور اس کے دوسرے لوگ گرفتار ہوئے۔ جلال الدین نے سب کو آزاد کر دیا۔ بلکہ انعام و اکرام سے نوازا بھی، امراء نے جب کہا کہ ملک چھوڑا اور اس کے سب ساتھی واجب القتل ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ در رعایت اور کرم و نفاذ ش کا معاملہ آئین جہانماری کے خلاف ہے۔ یہ سن کر سلطان نے جواب دیا :-

”تم جو کچھ کہتے ہو درست اور تدبیر پرانہ داری کے موافق ہے۔ مگر اس کو کیا تگروں۔ کہ ستر سال میں نے حالت اسلام میں گزارا اور ایک مسلمان کا بھی خون نہیں کیا۔ اور اب جب کہ بڑھا ہو چکا ہوں اور عمر کا اخیر حصہ گزار رہا ہوں کبھی مسلمان کا خون کرنا نہیں چاہتا۔“

ایک بادشاہ کا یہ جذبہ قابلِ صد ستائش ہے۔ رحمدلی اور شریف طبیعت ہونے کی ایک زبردست مثال قائم کر گیا اور یہ رحمدلی کچھ مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص نہ تھی۔ بلکہ ہر انسان سے اس کو محبت تھی۔ ہندو کو بھی اتنا ہی چاہتا تھا جس قدر مسلمان کو ۶۹۸ھ میں سلطان نے قلعة متھنہ کو فتح کرنے کے لئے لشکر کشی کی سدا جملہ ہند ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد سلطان مع لشکر کے واپس چلا آیا اور کہنے لگا ”یہ قلعة اتنا اہم نہیں ہے کہ اس کو فتح کرنے کے لیے ایک جان کی قربانی بھی پیش کی جاسکے۔ اور لفرض اگر میں نے یہ قلعه فتح کر بھی لیا اور خدا کے بندوں کو قتل کر دیا۔ تو کل جب عورتیں بیوہ ہو کر اور بچے یتیم ہو کر میرے سامنے آئیں گے اور میری نظر ان پر پڑے گی تدبیر کیا حال ہوگا۔ قلعة کی فتح کی ساری لذت مجھ پر نہ رہے زیادہ تلخ ہو جائے گی۔“ آج کل یہ رعایت ان ممالک کے حکمرانوں کو خصوصاً سے پڑھنی چاہئے، جو رات دن خون ریزی اور قتل و

ملح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

نمبر (۳)

(رقم نمبر حضرت مولانا محمد حبل صبا خطیب جامع مسجد محراب قلعہ گوجرانگہ لاہور)

جب قریش مکہ کو صحابہ کرام کی بیعت کی خبر پہنچی یہ سن کر گھبرا اٹھے۔ اور یہ چاہا کسی نہ کسی طرح سے صلح ہو جائے اور جگہ کی نوبت نہ آنے پائے۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی جان شامی، جعفری، بہادری، دلیری سے نا آشنا اور بے خبر نہ تھے۔ آخر کار ایک مدبر وکیل دانش مند سیف سہیل نامی کو روانہ کیا۔ اس نے چند شرائط پیش کیں۔ اس سال واپس چلے جائے اور آئندہ سال غیر صلح ہو کر عمرہ کے لیے آئیے۔ اور تین روزہ سے زیادہ قیام کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ حریفین میں دس سال تک نامی صلح رہے گی۔ اس مدت میں جو مرد ہمارے ہاں سے ہمارے پاس آئے۔ آپ اسے پاس نہ رکھیں۔ بلکہ اس کو ہماری طلب پر فوراً واپس کر دیں۔ اور جو ہمارا آدمی ہمارے ہاں آئے گا ہم اسے واپس نہیں کریں گے تمام شرائط کو سن کر خصوصاً اس شرط کو سن کر صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمرؓ سخت محزون و مضطرب ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضور صلعم سے پوچھا بھی، یا رسول اللہؐ یہ صلح کیسے دب کر فرما رہے ہیں فرمایا جو مرد ہو کہ ہمیں چھوڑ کر کفار کے ہاں جائے گا۔ اس کی ہمیں کیا ضرورت اور وہ بد بخت ہمارے کس کام کا اور جو مسلمان ہو کہ وہ ہاں سے ہمارے ہاں آئے گا واپسی پر کوئی خرابی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راہ نکال دیں گے جن احوال و نتائج کہ حضور پر صلعم کی نگاہ دور بین دیکھ رہی تھی۔ وہاں صحابہ کرام کی نگاہیں نہیں پہنچتی تھیں۔

آخر کار حضرت علیؓ نے فریقین کا صلح نامہ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا اور ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔ سہیل نے اعتراض کیا کہ یہ رحمن اور رحیم کون ہے ہم نہیں جانتے باسک اللہم لکھو۔ کافی سمجھا یا مگر قریش کا مذہب ذلیل مصرعہ ہا۔ آخر جو کر کے باسک اللہم لکھا۔ آگے لکھا یہ صلح نامہ ہے قریش مکہ اور محمد رسول اللہ صلعم کے درمیان۔ سہیل نے اس پر بھی جرح کی۔ اور کہا۔ اگر ان کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو جھگڑا کس بات کا، جھگڑے کی بنیاد تو پہلی جملہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ لکھو اور رسول اللہ کو محو کر دو۔ یہ خدا ایسی دل شکنی اور دلخرازی تھی۔ جس نے تمام صحابہ کرام کو آزرہ کر دیا اور ان کو بے حد صدمہ پہنچا۔ یہ لقب معمولی نہ تھا یہ

خطاب آسمانی سرکار کی طرف سے تھا۔ حضور صلعم نے فرمایا محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔ بات یہ بھی درست ہے چنانچہ محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔ صلح نامہ ابھی پورا نہیں لکھا گیا تھا۔ اسی مذہبی متعصب سیف سہیل کا بیٹا حضرت ابو جندل قید کی دسیالی پاؤں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیاں لگی ہوئیں اسلامی لشکر میں آ پہنچا۔ جب سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ یہ مسلمان ہو کے آگیا ہے حواس باختہ ہو گئے اور کہنے لگا پہلے میرے لڑکے کو میرے حوالے کر دو۔ ورنہ کوئی صلح نہیں۔ اسے کہا گیا ابھی تاک صلح مکمل ہو نہیں ہو۔ اسے کس طرح سپرد کر دیں۔ آخر اس کے شدید اصرار پر مظلوم نو مسلم حضرت ابو جندل کو سہیل کا فریاب کے سپرد کر دیا۔

ابو جندل زار و زار روئے لگا۔ رحمۃ العالمین مجھے کس کے سپرد فرما رہے ہیں میں تو آپ کے نامان رحمت میں پناہ لینے آیا ہوں۔ تمام صحابہ کی آنکھوں میں آنسو ڈھلوانے لگے۔ حضورؐ نے ابو جندل کی تسلی کے لیے اتنا فرمایا اسے ابو جندل صبر کر دو۔ اور پیدا کرنے والے پر نظر رکھو تمہارے لیے ضرور کوئی آسان راہ نکال دیں گے۔ وہ بہترین کار سانسے۔ حضور صلعم ان کی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب کو اللہ و رسولہ اعلم کہہ کر تسلی دیتے رہے۔ یعنی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ صلح کی ظاہری سطح کو دیکھا جائے تو کفار کی حیثیت نظر آتی تھی لیکن حقیقت میں تمام ترفیصلہ حضورؐ کے حق میں ہو رہا تھا۔ اسی لیے قرآن نے اس کو فتح مبین سے تعبیر فرمایا۔ یعنی یہ صلح اس وقت بھی صلح ہے اور آئندہ کے لیے بھی۔ آپ کے حق میں بے شمار ظاہری باطنی فتوحات کا دروازہ کھولتی ہے اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے بے تکلف ملنے جلنے کا موقعہ ملتا تھا۔ کفار مسلمانوں کی زبانوں سے اسلام کی باتیں سننے اور مسلمانوں کے احوال عادات معاملات بچشم خود دیکھتے تو خود بخود ایک مقناطیسی اثر پیدا ہونے لگا۔ صلح حاربیہ سے سے کرنا کچھ تک دو سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص جیسے بہادر و کما مڈر بر گزیدہ اسی

دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حسب حضور صلعم حدیبیہ میں تھے تو اسلامی لشکر کی تعداد ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) تھی۔ لیکن مدبروں کے بہرہ منظرہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کوشش کرنا ملنا کرنا ہوا آپ کے ہر کام تھا۔ اور ہر اہل جندل کی مشکیں بازو کیشاں کشاں قریش ساتھ لے گئے۔ جا کر زور و کوب کرنے کے بعد ایک تنگ و تاریک جیل خانہ میں ڈال دیا اور ایک سستی مشر کر دیا۔ ابو جندل نے قید خانہ میں دین حق کی تبلیغ شروع فرمادی۔ جو نگرانی پر لگا جاتا اسے نوبت کی خوبیاں سناتے اللہ کی عظمت بیان فرماتے وہ شخص مسلمان ہو جاتا۔ چنانچہ کفار اس کو بھی قید میں ڈال رہے تھے۔ اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام کرتے۔ اب اور پاسبان مقرر کر دیتے وہ بھی مسلمان ہو جاتا۔

الغرض اس طرح یہ حضرت ابو جندل کی مظلومیت اور قید و بند ایک سال کی مدت یہ رنگ لائی کہ تین سو اشخاص ایمان لے آئے۔ اب قریش اس شرط پر نادم ہوئے کہ ہم مسلمان کو واپس نہیں کریں گے۔ اب ایک وفد حضور صلعم کی خدمت میں اس لیے پہنچا۔ خطا را ان مسلمانوں کو اپنے ہاں واپس لے لیجئے۔ ہم مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اب صلح کرنا کو بہرہ چلا کہ جو چیز ہم کو ناکوار کر رہی تھی وہ کس قدر مفید ثابت ہوئی۔ اب اس واقعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام کو وطن کی دوری اختیار کرنا جہاد کی قید و زلت، بھوک پیاس، زور و کوب خوف طمع تلوار چھانی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ ان کو اسلام سے نہ پھیر سکتا تھا۔ اسی لیے تو احکم الحاکمین نے اپنی خوشنودی اور رضامندی کا پروانہ صحابہ کو پاس اٹھا عینیت فرمایا۔

لقد رضی اللہ عنہم (المومنین) (الابیت) اللہ تعالیٰ ایمانداروں سے راضی ہو گئے۔ جنہوں نے درخت کی نیچے بیٹھ کر حضور صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ یہ بات پورے طور پر ثابت ہے کہ اس بیعت میں خلفاء اربعہ شریک تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت علیؓ، اگرچہ حضرت عثمان اس وقت موجود نہ تھے۔ لیکن ان کی جانب سے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ پیغام انسانیت (مد سے آگے)

میرے بچے لوگ تھے ان کو منظم کرنے کی کو کام سمجھا نتیجہ یہ ہوا کہ بد اخلاقی کو نئی طاقت حاصل ہو گئی۔ میں تو کونیکا ڈاکوؤں۔ چوروں اور بد اخلاقیوں کی تنظیم نہ ہوتی تو اچھا تھا۔

کسی نے کہا کہ زبانوں کا اختلاف اور کثرت فتنہ زاد کی جڑ ہے۔ زبان ایک اور مشترک ہونی چاہئے اسی میں ملک کی ترقی قوم کی خوشحالی اور انسانیت کی خدمت ہے۔ لیکن اگر لوگ نہ بد لیں۔ خیالات نہ بد لیں۔ دلوں کی خواہشات اور اند کے رجحانات نہ بد لیں تو زبان کے بدل جانے یا بولی کے ایک ہوجانے سے کیا خاص فائدہ حاصل ہوگا۔ فرض کیجئے اگر ساری دنیا کے چور اور جرائم پیشہ ایک بولی بولنے لگیں اور ایک ہی زبان اختیار کر لیں تو اس سے دنیا کو کیا فائدہ ہوگا اور اس سے چوری اور جرائم کا کیا سدباب ہوگا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس سے بجائے اس کے کہ چوری اور جرائم کم ہوں زیادہ ہوں گے اور مجرم کی مشناعت میں اور دقت ہوگی۔

کسی نے کہا وقت کا سب سے بڑا کام اور انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ کچھ ایک ہو جائے مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں تہذیبیں نہیں ملکر ان میں ملکر رانی ہے ہم چوں ما دیگرے نیت کا ہلکا جبرہ ٹکراتا ہے۔ ہمارے بہت سے رہنما بے سوچے سمجھے کہنے لگے ہیں۔ کہ اگر تمام دنیا کا کچھ ایک ہو جائے تو انسانیت کی ناؤ پائے لگ جائے گی۔ اگر پورے ملک کا کچھ ایک ہو جائے تو اس ملک کے رہنے والے شیر و شکر ہو جائیں گے۔ لیکن کچھ کا ایک ہونا مفید نہیں۔ دل کا ایک ہونا مفید ہے۔ کہنے والے نے غلط نہیں کہا کہ:-

ایک دلی از یک زبانی بہتر است
اگر لوگ ایک دل نہ ہوئے تو ایک زبان یا ایک تہذیب ہونے سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو لوگ پہلے سے ایک زبان ہیں اور جن کی تہذیب اور کچھ مشترک ہے انھیں میں کوئی حسرت اور اتحاد ہے۔ کیا وہ ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ کیا وہ ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیتے۔ کیا ان میں ایک دوسرے سے عاجز اور پریشان نہیں ہیں۔ کیا ایک کچھ ایک زبان اور ایک تہذیب کے لوگ آپس میں نہیں لڑتے؟ بعضوں نے کہا کہ لباس ایک ہو۔ لیکن جب کسی زبردست کہ گریباں پڑنے کی عادت پڑ جائے۔ اور جب کترنے کی لت لگ جائے۔ تو کیا وہ لباس کا احترام کرے گا۔ کیا وہ محض اس وجہ سے اپنے ارادہ سے باز رہے گا کہ اسی کا جیسا لباس دوسرے کے جسم پر ہے، انسانیت کا احترام دل میں نہ ہو تو لباس کا احترام کیسے پیدا ہوگا۔ لباس کی قدر و قیمت تو انسان کی وجہ سے ہے۔

دل کی تبدیلی کے بغیر زندگی تبدیل نہیں ہو سکتی

انسانیت کے مسائل اور مشکلات کا حل نہ لباس کی یکسانی ہے نہ زبان اور تہذیب کا اشتراک نہ ملک و وطن کی وحدت۔ نہ علم و دولت نہ تہذیب و تنظیم و مسائل

مُرشِد ناو مَخد و مَناحِضَت مولینا سید

تاج محمد صاحب رونی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ چودھری عبدالمجید خان صاحب

کہ اس کا نام پہلے لیا جاتا ہے۔ کافی دیر تک بحث ہوتی رہی لیکن وہ اپنے خیال پر مصر تھا۔ بالآخر حضرت نے فرمایا کہ

”جو بچہ کسی ہندو کے ہاں آج ہی

پیدا ہوا ہو اس کو لئے آؤ اور اس

کے منہ کے ساتھ کالی لگا کر سننا کہ وہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

پڑھ رہا ہے یا نہیں۔ اس پر وہ ہندو غلاموں ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک ہندو جوگی پہلی دفعہ ہمالیہ پہاڑ کی کسی چوٹی سے اتر کر ہندوستان آیا تھا۔ سنکھریلوے اسٹیشن پر اس کی ملاقات چند ایسے لڑکوں سے ہو گئی جو حضرت کی زیارت کے لیے امرت تشریف لے جا رہے تھے۔ جب اس نے بھی ان کے ہمراہ جانے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے اس کو ہمراہ لے لیا۔ راستہ میں اس جوگی نے ان سے کہا کہ جب اس بزرگ کا گاؤں آجائے تو مجھے بتلا دینا۔ جب امرت تشریف کے قریب پہنچے تو انہوں نے اس کو بتلا دیا۔ اس نے اپنے بھتیجہ سے بھبھوت نکال کر اپنے چہرہ اور جسم پر مل لی۔ گویا یہ اس کی طہارت تھی۔ جب وہاں پہنچے تو سب کی طرح جوگی سے بھی حضرت نے معاف فرمایا۔ جب چائے آئی تو حضرت نے تھوڑی سی پی کر اپنی پیالی جوگی کو دے دی۔ اس نے یہ چائے پی اور فوراً کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہو گیا۔ اس کے بعد جب اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا ہوا تو اس نے بتلایا کہ جب حضرت نے مجھے بغل گیر فرمایا تو میرا دل چاہتا تھا کہ میں اسی وقت کلمہ پڑھ لوں۔ لیکن اپنی خواہش کو دبا دیا۔ پھر جب میں نے چائے پی تو بے اختیار میری زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

کمالات

حضرت امرت رونی کے کچھ کمالات کا ذکر تو گذشتہ اشاعت میں آچکا ہے باقی کمالات اس اشاعت میں ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ حضرت کے ہاں اکثر ہندو عورتیں اور بچے آکر مشرف باسلام ہوتے رہتے تھے۔ ان عورتوں اور بچوں کے وراثہ حضرت کے خلاف اکثر مقدمات کرتے رہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کامیابی عطا فرماتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک نابالغ ہندو لڑکے کو آپ نے مسلمان کیا تو اس کے والد نے آپ کے خلاف مبعوثہ دائرہ کر دیا مقدمہ کی کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار اس امر پر تھا کہ لڑکا نابالغ ہے یا بالغ۔ خدا کی قدرت کا کثرہ ملاحظہ ہو کہ دوران مقدمہ ہی میں لڑکے کے وارطی اگ آئی اور وہ بالغ نظر آنے لگا چنانچہ مقدمہ خارج ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حکومت نے ایک انگریز پولیس افسر کو حضرت کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا وہ پولیس کی کافی جمعیت ساتھ لے کر امرت تشریف پہنچا۔ اور ان کو پیچھے کھڑا کر کے حکم دیا۔ کہ جب میں بیٹھی بجائوں تو تم سب موقع پر پہنچ جانا۔ وہ جب لنگر کے بیرونی دروازہ پر پہنچا جو حضرت کی نشست گاہ سے تقریباً ایک فرلانگ تھا۔ وہاں سے دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں۔ لیکن جب قریب آیا تو آپ نظر نہ آئے۔ پھر جب پیچھے ہٹ کر دیکھا تو دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں۔ اسی طرح اس نے دو تین چکر کاٹے۔ بالآخر آپ کی گرفتاری کا ارادہ ترک کر کے حاضر خدمت ہوا۔ اس وقت آپ کو موجود پایا۔ اور اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک ہندو سے حضرت کا مناظرہ ہو گیا۔ سوال یہ تھا کہ ہندو افضل ہے یا مسلمان۔ ہندو نے کہا کہ عام طور پر ہندو مسلمان کا لفظ کہا جاتا ہے۔ اس لئے ہندو افضل ہے

سفرنامہ یورپ

(۱۴)

میلان - وینس (اٹلی)

(از خان عبدالحمید خان صاحب آف فیلو فوٹوگرافی لاہور)

۱۴ جون کو تین بجے سہ پہر اٹلی میں کمپنی کے ہوائی جہاز میں روانہ ہو کر عصر کے قریب میلان پہنچ گئے اور ٹورنگس ہوٹل میں قیام کیا۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر ریوے اسٹیشن پر گئے۔ بہت ہی بڑا اور عالی شان اسٹیشن ہے۔ خود بخود نیچے اوپر جانے والی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن پر بہت قوت سیکڑوں انسان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بغیر قدم ہلائے اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر چلے جاتے ہیں۔ یہ سب سامعین کے کہنے ہیں۔ اور انسان عقل خدا داد سے کام لے کر نیت نئی اور حیرت انگیز ایجادیں کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس اسٹیشن کو مسیلمینی نے خود بنوایا تھا۔ کہنے کو تو یہ شہر روم سے دوسرے درجے پر ہے۔ لیکن تعمیر جدید میں یہ اس سے باڑی لے جا رہا ہے۔ ایک عمارت جو اب تکمیل کے قریب ہے اتنی بلند ہے کہ سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر اس کی بلندی کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اس کی تقریباً تیس منزلیں ہیں۔ بازار اور سڑکیں بڑی فراخ۔ ہر چیز میں ایک باقاعدگی اور سلیفہ۔ دوکانوں میں چیزیں سجانے کا طریقہ اور گاہک سے گفتگو کرنے کا ایک خاص سکہ ہے۔ جس میں مغرب کے لوگ خوب ماہر ہیں۔ اس کی ہمارے ملک میں خاصی کمی ہے۔

امریکن سیاحوں کی پارٹیاں ہر جگہ دیکھنے میں آتیں۔ بغداد، دمشق، بیت المقدس، بیروت، استنبول، ایٹنز، روم اور میلان جہاں بھی گئے سیکڑوں کی تعداد میں تاریخی مقامات اور مناظر دیکھتے اور ان کے فوٹو لینے میں مصروف پائے۔ برطانیہ اور کینیڈا کے لوگ بھی دیکھنے میں آئے مگر امریکوں سے بہت کم۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طور پر کھانا کھانے کی حدیث کو امریکوں نے اپنا لیا ہے۔ اگر یہ چند ایک اور اسلامی اصولوں پر عامل ہو گئے۔ تو حقیقت میں دنیا ان کے ہاتھ میں ہوگی۔

اسٹیشن کے قریب ہی ایک ٹریول کمپنی سے میلان کی سیر کے ٹکٹ خریدے اور بدلیج ریل وینس جانے کیلئے سیکند گلاس کی تین نشستیں مخصوص کر لیں۔

۲۵ جون کو صبح نو بجے یہاں کے تاریخی اور قابل دید مقامات دیکھنے کے لیے ایک انگریزی دان کا ٹیڈ کے ہمراہ موٹر کوچ میں روانہ ہوئے۔

پلازا ڈو موٹر کے عین وسط میں ہے۔ یہاں کی تجارتی اور صنعتی زندگی کا سب سے سرگرم مرکز ہے۔ اس کا موجودہ نقشہ ۱۸۶۷ء میں تیار کیا گیا تھا۔ جسے ایک ماہر فن تعمیر جی مگنوتی نے تیار کیا تھا۔ اور یہ گاتھک فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ پلازا ڈیلا سکا اور کار تھیٹر جو پرانے فن تعمیر اور نئے رجحان کی آمیزش کا بہترین نمونہ ہے اس کے ساتھ

ہی تھیٹر کا عجائب گھر ہے۔ اس کے بالمقابل پلازا ورمینو کی شاندار عمارت ہے۔ جو ۱۷۵۵ء میں تعمیر ہوئی۔ ۱۸۶۶ء سے یہ عمارت ٹاؤن ہال کا کام دے رہی ہے۔ لینارڈو ڈورنس جو مشہور ترین اطالوی مجسمہ ساز اور مصور گذرا ہے کا مجسمہ چوک کے مرکز میں ہے۔ سال بائیلہ کا گرجا میلان کی سب سے پرانی عمارت ہے۔ دریا دورینی سب سے پرانی سڑک ہے۔ کرو سوڈی پورٹا دویرا بہت بڑی شاہراہ ہے۔ جو شہر کے مرکز سے محکم فروش منڈی تک جاتی ہے۔ اور وہاں سے ہوائی اڈے تک جاتی ہے۔ پلازا سورمانی آج کل شہر کی لائبریری کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ بائیں ہاتھ سان پیٹرو کا گرجا ہے۔ اور اس کے بالمقابل ایوان انصاف ہے۔ چوک میں انیس فرانسس کا مجسمہ نصب ہے جو ۱۸۶۸ء میں بنا۔ سیٹا دگلی سٹڈی یونیورسٹی کا مرکز ہے۔ اس علاقے میں اعلیٰ تعلیم کے مراکز ہیں۔ پلازا ڈو کا ڈواسٹا مرکز سیٹیشن ہے۔ جہاں نئے کاروباری مرکز کو راستہ جاتا ہے جو جدید طرز تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ اس سے آگے بڑھیں تو میلان کی فلک بوس عمارتیں اور بڑے بڑے ہوٹل ہیں۔ ریاستین سرسبز و شاداب سڑک ہے جس کی ایک طرف باغات ہیں۔ محکمہ مالیات کا دفتر یہیں پر ہے۔ اسی بازار میں کئی دفاتر کی جدید عمارتیں ہیں۔

ان سے ذرا آگے بڑھیں تو قبرستان کی وسیع چاد دیواری آجاتی ہے جس کے ساتھ ہی باغات کا ایک سلسلہ ہے جو پارک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ باغات ۱۸۹۳ء میں فن تعمیر کے ایک مشہور ماہر نے بنائے تھے۔ ان باغات میں درخت کچھ زیادہ نہیں لیکن مربع کیاریاں اور پھول کچھ اس ترتیب سے آراستہ کیے گئے ہیں کہ دیکھنے والے جو حیرت رہ جاتے ہیں۔ ان کے درمیان روم کے انجمنی تھیٹر کی طرح ایک اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ جس میں کھیل اور تماشے منعقد ہوتے ہیں۔ اور ناظرین انجمنی تھیٹر کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر دیکھتے اور محفوظ ہوتے ہیں۔ پارک کے بالکل ساتھ ایک عالی شان گنبد لوہے اور سیمینٹ کا بنا ہوا ہے جس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سو فٹ ہے۔ اس گنبد کے قریب جت انجمنی محراب تعمیر کی گئی۔ جو دوسری جنگ عظیم کے غارتوں اور امن کی یادگار ہے۔

بارہ بجے آکر میلان رات میں!۔۔۔ کانا کھایا اور قدر سے آرام کیا۔ بعد شام ٹیکسی لے کر ہم شہر کی سیر کو نکلے۔ یورپ کے شہروں میں دن بھر ان لوگوں کی گھاٹی رہتی ہے جو زیادہ تر صنایع کا رکنیر یا تجارت پیشہ ہیں۔

یہ اپنے کام کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر ایک دھن سولہ ہے اور اُسے کسی اور کام کا خیال نہیں۔ لیکن رات کا منظر بالکل مختلف ہوتا ہے۔ کاروبار ختم ہو چکے ہیں اور لوگ مرد عورتیں اب تفریح کے لیے نکلتے اور ہوٹلوں، تھیٹروں، سینما گاہوں کا رخ کرتے ہیں۔ دوکانیں بند ہیں جنرل تھریپ کی ہوں یا کیفٹ یا قہوہ خانہ یا ہوٹل سب دھن کی طرح آراستہ ہیں اور بجلی کے قہقہے کچھ ایسے جاذب نظر کہ گزرنے والے بے اختیار ان کی طرف دیکھتا ہے اور اپنے اس پاس سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ہوٹلوں، قہوہ خانوں اور سینما گھروں میں موسیقی کے شائقین جمع ہو جاتے ہیں اور نل و شراب کے ساتھ نغمات سے بھی بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ بازاروں اور قہوہ خانوں کی یہ چہل پہل آدمی رات گئے تک قائم رہتی ہے۔ جبکہ یہ لوگ واپس اپنی قیام گاہوں میں واپس لوٹ جاتے ہیں۔ ہم کافی دیر تک شہر کی چراغاں کا نظارہ کرتے رہے۔ اور واپس ہوٹل میں آ گئے۔

میلان رات میں!

۲۶ جون کو وینس جانے کے لیے ۱۰ بجے بعد دوپہر کی گاڑی میں ہماری سیٹیں مخصوص تھیں۔ احتیاطاً ہم لوگ ایک گھنٹہ پہلے اسٹیشن پر جا چکے۔ پلٹنا ہم پر گاڑی تو کھڑی تھی۔ لیکن کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کئی ایک سے اپنی جگہ کے لیے دریافت کیا۔ لیکن ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ ابھی بہت وقت ہے۔ مقررہ وقت پر ڈیوٹی والے لوگ آئیں گے۔ تو آپ کو جگہ بتا دیں گے گاڑی کے روانہ ہونے سے پندرہ منٹ پیشتر مسافر آنے شروع ہوئے۔ ہم بھی اپنی سیٹوں پر جا بیٹھے۔ اور گاڑی وینس کو روانہ ہو گئی۔

وینس

۱۰ بجے گاڑی میلان سے روانہ ہوئی۔ تمام گاڑیاں آرام دہ اور کاؤچ نما کرسیوں سے آراستہ تھیں۔ پہلے دوسرے اور تیسرے درجے میں کوئی نمایاں فرق نہیں تھا۔ لوگ آئے اور اطمینان سے گاڑی میں سوار ہو گئے۔ وہ دھکا پھلی اور نفسا نفسی جو ہمارے ہاں اکثر دیکھنے میں آتی ہے یہاں پر نظر نہ آتی۔ دس پندرہ منٹ تک گاڑی میلان کے مضافات اور فیکٹریوں میں سے گذرتی رہی بعد ازاں ہری ہری فصلیں، قطار در قطار پھولوں اور پتھروں سے لدے ہوئے باغات، ضرورت کے مطابق نہریں، دریا، بڑی اور چھوٹی پینجھ مڑکیں، کسان اور ان کی گروالیں اُچھے اور صاف کھڑے کپڑوں میں ملبوس جدید طریق کاشت میں مصروف کار زمین کا ایک بہتہ جی تو ایسا نظر نہیں آیا۔ جوان کی نظر چکر سوٹا اُگھٹنے سے رہ گیا ہو۔ تمام فصلیں، پودے اور درخت سرسبز و شاداب متحدہ مقامات پر خود بخود دائیں بائیں فارے آبپاشی کر رہے تھے۔ دامن کوہ میں جھیلیں۔ یہ تمام سماں مجھے کافی عرصہ تک عجوبہ حیرت بنانے کے لیے کافی تھی۔ اس پر ہلکے ہلکے بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے

نقشبہ بعض مشاہیر سنی حالات (مطالعے آگے)

سوانحی کا نام و نشان نہ ملتا مشکل ہے۔ پراپیٹ زندگی بڑی گندی، بیہوشیوں میں آلودہ اور نیکیوں سے کوسوں دور نظر آئے گی۔ اب مالدار کی حوصلہ افزائی تو ممکن ہے۔ مگر پریشیاں حال پر رحم و کرم خواب و خیال سے زیادہ نہیں۔ چالباز، درجہوں کے ساتھ تو حکمران احسان اور حسن سلوک کر سکتے ہیں۔ مگر خاص کی جگہ ان کی نظر میں جیل یا کوئی نہایت نجییت وہ جگہ ہی ہو سکتی ہے گو اس سے بھی انکار نہیں کہ اللہ کے بندے آج بھی کہیں کہیں نظر آ جاتے ہیں۔ مگر یہ شاذ و نادر ہی۔

سلطان محمد بن تغلق جو بڑی خوبیوں کا بادشاہ گذرا ہے۔ اور جو اپنی سخاوت اور فیاضی میں بہت مشہور ہے۔ اس کی دینی اشقت کا اندازہ اس اعتبار سے لگائیے۔

”نماز روزہ کے علاوہ مستحبات و نوافل اور وظائف و اوراد و تک کا اتمام اور ان کی پابندی کرتا اور منہزیں اور نشہ اور چیزوں سے اور ہر اس فعل سے کہ جس پر معصیت کا اطلاق ہو سکتا ہے پر ہرگز کرتا تھا۔“

یہ تو اپنا ذاتی حال تھا اور تبلیغ کا یہ حل تھا چنانچہ ابن بطوطہ کا بیان ہے۔

سلطان کا حکم تھا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے اس کو سزا دی جائے اس نے بہت سے لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ جو شخص جماعت کے وقت بازار میں ملے اس کو پکڑ لائیں۔ سلطان کا حکم تھا کہ ہر شخص نماز اور اسلام کے احکام سیکھے۔ چنانچہ لوگ بازاروں میں نماز کے مساقی یاد کرتے پھرتے۔ اور انھیں فذول پکھواتے تھے۔“

اس بادشاہ پر خدا کی رحمتیں ہوں کہ اس نے اپنی عہدیت کو خوب سمجھا۔ اہل اپنے فرائض کو جیسا چاہئے ادا کیا۔ اس واقعہ میں مسلمان کلمہ گو حکمرانوں کے لئے عبرت و بصیرت کے تابناک اسباق ہیں کافی موجودہ مسلمان اس بات کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ ہمارے ہندو بھائی انگریزوں کی تعلیم سے متاثر ہو کر کہیں گے کہ تب تو یہ بادشاہ مستعجب رہا ہوگا۔ مگر حاشا و کلا ایسی بات نہیں جو پسندار ہوتا ہے۔ وہ عادل اور خداترس ہوتا ہے۔ اور اس کی نظر میں سارے رعایا برابر ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ بادشاہ بھی بڑا منصف اور عدل کسرت تھا۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے۔۔۔ میں نے سلطان محمد بن تغلق سے زیادہ منصف اور عدل کسرت کوئی نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ ایک ہندو امیر نے دعویٰ کیا کہ

بادشاہ نے اس کے بھائی کو بلادہ مار ڈالا ہے۔ قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ تو بادشاہ بغیر کسی ہتھیار کے قاضی کے سامنے نامزد ہونے کی طرح حاضر ہوا۔ اور قاضی کو سلام کیا۔ اور تعظیم بجالایا۔ پہلے سے حکم تھا کہ بادشاہ عدالت میں حاضر ہو تو قاضی اس کی تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہو۔ مگر قاضی سنا یا گیا، آخر قاضی نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ پر جرم ثابت ہے اسے چاہئے کہ مدعی یعنی ہندو امیر کو راضی کرے۔ ورنہ اس سے قصاص لینا جائے گا۔ چنانچہ سلطان نے امیر کو رضامند کر لیا اور قاضی نے اسے بری کر دیا۔“

اس سے بھی عجیب تر واقعہ سنئے۔۔۔ ایک امیر کے رٹ کے نے دعویٰ کیا کہ بادشاہ نے اس کو بلا سبب مارا ہے۔ قاضی کے سامنے معاد کیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ بادشاہ یا تو رٹ کے کو راضی کرے۔ ورنہ قصاص دے۔

ابن بطوطہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کہتا

ہے۔۔۔

کہ میں نے دیکھا کہ بادشاہ نے رٹ کے کو دربار میں بلا کر اس کے ہاتھ میں چھڑی دی اور کہا اپنا بدلہ لے۔ اور اس کو اپنے سر کی شمشیر دلائی کہ جیسا میں نے تجھ کو مارا ہے تو بھی مجھے مار۔ چنانچہ رٹ کے نے ہاتھ میں چھڑی لے کر کہیں چھڑی بادشاہ کے مارے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ بھی سر سے گر پڑی۔“

کیوں اب ہمارے زمانہ میں حکمرانوں میں یہ عدل گسری پائی جاتی ہے؟ اسے کاش حکمران طبقہ ان واقعات کو پڑھتا اور سبق حاصل کرتا۔ آزاد بھارت اور پاکستان میں لاکھوں ہندو مسلم ہندو قتل کر دیئے گئے۔ مگر کسی نے کوئی جبر تک نہ کی قاتل کی نکیر تک نہ بھونکی۔ کہا جاتا ہے دروازے مل کر بعض منصف اور عدل گسروں کو قتل کر ڈالا۔ مگر مقدمہ تک چلنے کی نوبت نہ آئی۔ ہر اس جو اشتراکیت کا حامی ہے اس نے اپنے ملک کے ایک مدد کو بات کی بات میں مار ڈالا۔ مگر سمجھا ہی گیا کہ انصاف کیا گیا۔ اس دور میں اپنے جرم کا اعتراف کون کرنا ہے (دہلی)

ہفت روزہ

حرام الدین

قارئین کرام کی نظر میں

میاں سعید احمد صاحب مکان ۹ گشتہ گلی نمرہ ریلوے روڈ۔ لاہور تحریر فرماتے ہیں۔۔۔

”آگے چلے ہیں۔۔۔“

”حرام الدین“ کا مستقل خمدار نہیں ہوں لیکن ایک ماہ سے اپنے دوستوں کے کہنے پر خرید رہا ہوں جیسا تھا اس سے بھی زیادہ مفید اور بہتر پایا حقیقتاً اس کا مقصد اشاعت اسلام ہے۔ خصوصاً یہ دیکھ کر فرحت و خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس کے گرد سے زمانہ میں کوئی ایسا ذریعہ تو ہے۔ جو مسلمانوں میں جہاد جیسی اعلیٰ سپرٹ پیدا کر سکے اور ان بزرگوں کے حالات سے آگاہ کر سکے۔ جنہوں نے صبر۔ محنت۔ جرأت اور استقلال کے ساتھ دین الہی کو دنیا میں پھیلانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا

بزرگان دین کی نظر میں

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہجور فقہ دہلی دہلی شیعہ پورہ تحریر فرماتے ہیں۔۔۔

”رسالہ غلام الدین پڑھ کر مجھ کو خوشی حاصل ہوئی ہے اور اللہ آج تک جتنے رسائل پڑھے اور دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے میرے کئی ورہ بہتر اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرت مولانا (احمد علی صاحب) کو اس نئی عزت کا اجر عظیم عطا فرمائے موجودہ زمانے میں ایسے تبلیغی رسائل کی شد ضرورت تھی۔“

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب فضل دیوبند استاد دارالعلوم نظامیہ اکوڑہ خشک ضلع پٹنہ و تحریک فرماتے ہیں۔۔۔

”دو ہفت روزہ ”حرام الدین“ دیکھ کر دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ اب حضرت مولانا غلام کے فیوضات عوام اور عوام سب مستفیض ہو سکیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو لمبی زندگی اور صحت عطا فرمائے تاکہ تشنگان دین تا ابد مستفیض ہوتے رہیں۔ اور ”حرام الدین“ کی اشاعت میں ترقی عطا فرمائے۔“

احکام متعلقہ عبادات و معاملات

از جناب قاری محمد ابراہیم صاحب مسجد لائسن والی لاہور

مس :- اگر غسل کی ضرورت ہو اور سفر میں پانی نہ ملے یا بیماری کی وجہ سے غسل نہ کر سکے تو کیا کرنا چاہئے۔

ج :- اگر سفر میں تلاش کرنے سے بھی پانی نہ ملے یا معلوم ہو کہ اس جگہ ایک میل تک کہیں پانی نہیں یا پانی موجود ہے مگر بیماری بڑھ جانے یا مرجانے کا اندیشہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کر لینا کافی ہے۔ جس طرح بعض حالات میں وضو کی جگہ تیمم کی اجازت ہے۔ اسی طرح غسل کے لیے بھی تیمم جائز ہے۔

آیت :- وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْمَاءِ فَغُتِّمُوا اصْبِغُوا بِمِائِهِمْ (سورہ نساء رکوع ۴)

ترجمہ :- اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو (اور وضو یا غسل کی ضرورت ہو) یا کوئی تم میں سے جائے مزدور (یعنی قضا کے حاجت) سے آیا ہو یا عورتوں سے صحبت کرے اور پانی نہ پاؤ۔ تو (مرض کی حالت یا پانی نہ ملنے کی مجبوری میں) پاک سٹی سے تیمم کر دو (یعنی پاکی تلاش کر کے اس پر ہاتھ مار کر) اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کر۔

مس :- نماز میں قبلہ رو ہونے کا حکم قرآن یا حدیث سے ثابت ہے۔ یا علماء نے کسی آیت یا حدیث سے استنباط کیا ہے۔

ج :- یہ حکم نہایت وضاحت کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے۔

آیت :- وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (سورہ بقرہ رکوع ۸ پ)

ترجمہ :- (اے محمد تم) جس جگہ جاؤ (نماز میں) اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف کیا کرو۔ اور تم جس جگہ ہو۔ پس پھر اپنے چہروں کو (نماز کے وقت) خانہ کعبہ کی طرف۔

مس :- رمضان مبارک کے روزے کا حکم صرف حدیث میں ہے یا قرآن میں بھی ہے۔ اور سفر میں اگر روزہ نہ رکھے تو اجازت ہے یا نہیں۔

ج :- رمضان کے روزے کی فرضیت قرآن اور حدیث دونوں میں ہے۔ اور مسافر کو اجازت ہے کہ وہ سفر میں روزہ نہ رکھے۔ جب سفر کو ختم کر چکے تو قضا کرے۔ اسی طرح مریض سے حالت مرض میں جو روزے قضا ہو جائیں ان کو صحت ہو جانے کے بعد ادا کرے۔

آیت :- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ بقرہ ۱۸۵)

ترجمہ :- اے ایمان والو تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا۔ جیسا کہ فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پر مہربان گاری کرو۔ (یعنی روزے میں خواہشات نفسانی کو روکنے سے ہمیشہ کے لیے عادت ہو جائے گی۔ روزہ رکھنا چند گنہ ہوئے دنوں کا۔ یعنی گنتی کے چند دن ہیں۔ ۲۹ یا ۳۰) پس جو شخص تم میں سے (روزے کے دنوں میں) مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر (ان جمعہ ہوئے دنوں کی) شمار لازم ہے اور دوسرے دنوں سے (یعنی جس قدر روزے چھوٹ گئے تھے رمضان کے بعد) اسی قدر ادا کرے۔

مس :- منہ بولا بیٹا (یعنی متبنی) اور بے پالک بالکل حقیقی اور نسبتی بیٹے کے مانند ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اور اگر ایسا بیٹا مرجائے تو مرنے والے کا باپ (جس نے بیٹا بنا لیا تھا) اس بیٹے کی زوجہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ یا اس کی زوجہ ایسی ہی ناجائز و حرام ہے جیسے نسبتی بیٹے کی زوجہ

ج :- کسی غیر کو بیٹا بنانے سے شرعاً اس پر کوئی حکم بیٹے کا نہیں نکلتا۔ اس باپ کے مال میں سے اس کو میراث بھی نہیں ملتی۔ اور اگر یہ بیٹا مرجائے تو اس کی زوجہ سے وہ باپ نکاح بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے صرف نسبتی بیٹوں کی زوجہ کو باپ کے لیے حرام فرمایا اور منہ بولے بیٹے کی زوجہ سے

ج :- نکاح کر لینے کی اجازت دی ہے (اگر وہ مر جائے یا طلاق دیدے) آیت :- وَ حَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ (سورہ نساء رکوع ۴) ترجمہ :- اور حرام کی گئیں تم پر عورتیں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہوں (یعنی جو بیٹے تمہارے نسب کے ہوں ان کی جو عورتیں تم پر حرام ہیں۔ منہ بولے بیٹے کی بیوی بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد حرام نہیں۔

آیت :- وَ حَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ (سورہ نساء رکوع ۴) ترجمہ :- اور حرام کی گئیں تم پر عورتیں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہوں (یعنی جو بیٹے تمہارے نسب کے ہوں ان کی جو عورتیں تم پر حرام ہیں۔ منہ بولے بیٹے کی بیوی بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد حرام نہیں۔

آیت :- وَ مَا جَعَلَ أَدْعِيَاكُمْ أَبْنَاءَكُمْ (سورہ احزاب رکوع ۱)

ترجمہ :- اور نہیں بنایا خدا تعالیٰ نے تمہارے پاکیزہ کو (حقیقی) بیٹے۔

مس :- بہت پرست منہ و دیگر عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

ج :- جب تک مسلمان نہ ہو جائے ہرگز جائز نہیں۔ آیت :- وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا (سورہ بقرہ رکوع ۲۱) ترجمہ :- اور نکاح نہ کرو کافر عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ مس :- ماں کے سوا اگر دایہ وغیرہ سے دودھ پلے اور بچہ کو پورے دوش کر لیا جائے تو کچھ ممانعت ہے یا نہیں۔

ج :- ہرگز ممانعت نہیں اور نہ کچھ گناہ ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دایہ کے دودھ سے پرورش پائی تھی۔

آیت :- وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْنُوْا صَبُغُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا أَنْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ (سورہ بقرہ رکوع ۲)

ترجمہ :- اور اگر تم چاہو کہ (والدہ کے سوا دودھ پلانے والیوں سے) اپنی اولاد کو دودھ پلاؤ تو (اس میں) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ جب تم ان کو دودھ پلانا چاہو تو (اچھی طرح سے) یعنی پوری طرح خوشی سے دستور کے موافق (دودھ جو کہ دینا کر لیا تھا) یعنی اگر اگر پر دایہ مقرر کی ہے تو جو کچھ مقرر کیا ہے۔ وہ خوشی سے پہلے ادا کر دینا مناسب ہے۔ تاکہ وہ بھی خوش ہو کر بچے کو آرام سے رکھے۔

مس :- بچوں کو کتنے دنوں تک دودھ پلانا چاہئے

ج :- دودھ پلانے کی کامل مدت دو سال ہے اگر ضرورت ہو تو دو برس سے کم پلانے کا بھی کچھ ضائقہ نہیں آیت :- فَإِذَا لَدَاتُ يُرْضَعْنَ أَوْلَادَكُمْ حَتَّىٰ تَكُونَ مِمَّنْ يَطْعُونَ أَسْرَادًا إِنَّ تِلْكَ الْوَضَاعَةَ تَوْجِبُهَا - اور چاہئے کہ مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے سے۔ یہ حکم اس کے لیے ہے جو شیر خوار کی حالت کو پورا کرنا چاہتے۔ یعنی اس سے کم پلانا بھی جائز ہے۔

(باقی صفحہ ۱۷)

بَقِيَّةُ مَدْحِ صَاحِبِ صَلَاتٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

(ص ۱ سے اگے)

حضور صلعم نے بیعت اپنے دست مبارک سے کی۔ اب ان حضرات کے قطعی جنتی ہونے میں اور اس بات میں کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ مومن تھے کوئی بھی شک نہیں رہا۔ اب اس واقعہ پر عربی قواعد کے اعتبار سے بھی نگاہ ڈالی جائے تو کتنی تاکید کے ساتھ مودہ اور مہربان نظر آتی ہے لہذا میں ہم ابتدائیہ تاکید صرف تحقیق رضی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر دلالت کرتا ہے پھر عن اہلومنین محض تعصب اور عناد سے کام لیتے ہوئے حضرات شیخین کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور آل بیت رسول اللہ صلعم کا ان کو دشمن گردانتے ہیں۔ اس بد گوئی اور بد گمانی اور بد زبانی کو اہل بیت کی محبت قرار دے کہ اس کو نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔

ہاں! جیسا کہ صحابہ کرام کے محاورہ اور خوبیاں اوصاف وغیرہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ اگر اس مرتبہ کا کوئی استدلال قرآن مجید سے ہوتا تو ایک بات تھی۔ مناقب اور فضائل تو ثابت ہوں قرآن سے اور بُرائیاں اور خرابیاں ایسے غیرے طلب دیالیں اکٹھا کرنے والوں کی زبان سے ثابت کر کے اس آسمانی دستاویز اور تسک کو چاک کر کے ذریعہ نجات اور وسیلہ سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ بات عقل سلیم سے کتنی بعید ہے۔

آیات واضحات کے صاف اور سیدھے سادے معانی کو الٹ پلٹ کر اور بدل بدل کر تاویلات رکبکہ اور توہمات باطلہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا کیا ایمان کے معنی نہیں ہے؟ اور یہ کہنا واقعی حضور کی زندگی میں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوئے تھے۔ لیکن بعد میں یعنی حضور کی وفات کے بعد انہی نے انسانی ناراضی ہو گئے۔

سُبْحَانَكَ هَذَا أَجْمَلُ عَظِيمٍ
آپ خود فیصلہ فرمائیں، کیا خدا تعالیٰ کا علم غیب باقی رہتا ہے؟ یہ تو تمہارا اور مزاج ہے بچوں کی طرح ابھی خوش اور راضی بعد میں خفا و ناراض۔ اہل سنت والجماعت کا اللہ تو علام الغیوب ہے۔ تمام کمالات اس کے احاطہ علمی میں ہے۔ کوئی چیز خارج باہر نہیں۔

(باقی آئندہ)

دل میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظر میں کٹے اور خنزیر سے بھی ذیل ہوگا۔
یا نچوال

مفسر کون ہے:-
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسَدُ مَدَنٍ مَا أَطْلُسَ قَالُوا أَطْلُسُ فِينَا مِنْ لَأَحْمَهُمْ لَمْ لَا مَتَعَ فَقَالَ إِنَّ الْمَفْلُسَ مِنْ أُمِّي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ يَأْتِي مَالًا هَذَا دَسْفَكَ دَمَهُ هَذَا وَضُوبٌ هَذَا مَبْغِي هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنَّ خَيْرَ حَسَنَاتِهِ مَثَلُ أَنْ يَقْضَى مَا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ طَرَحَ فِي النَّارِ (رواه مسلم)

(ترجمہ) ابی ہریرہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو مفسر کون ہے لوگوں نے کہا۔ ہم میں مفسر وہ ہے جس کے پاس دہم ہو۔ اور نہ کوئی سامان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تحقیق مفسر میری امت میں سے وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس شخص کو گالی دی ہوگی۔ اور اس پر ہتکت دیا گیا ہوگی۔ (مثلاً کسی کو حرام زادہ کہا ہوگا) اور اس کا مال کھایا ہوگا۔ اور اس کا خون بہایا ہوگا۔ اور اس کو مارا ہوگا۔ پھر اللہ اس کو اس کی نیکیوں میں سے دے گا۔

پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ جو اس پر حق ہیں۔ وہ ادا کئے جائیں۔ تو ان لوگوں کے گناہوں میں سے لے جائیں گے۔ پھر وہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار
وما علينا الا البلاغ

بَقِيَّةُ احْكَامِ مَنْعَلَمِ عِبَادًا وَمَعَالِمًا

(ص ۱ سے اگے)

دوسرا ارشاد:-
فَإِنَّ أَسْرَافَ فَصَالًا هُنَّ تَرَاوِي
مِنْهُمَا وَتَشَاوِي فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا (سورہ بقرہ رکوع ۳۰)

ترجمہ:-
پھر اگر مال باپ (دوسال سے پہلے) باہمی رضامندی اور مشورے سے دیکھ کر (دودھ چھڑوانا چاہیں) تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ (باقی آئندہ)

بَقِيَّةُ خُطْبَةٍ

ص ۱ سے اگے

افسران ماتحت کو خفیہ احکام بھیجے ہوئے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے خلاف خود ساختہ مقدمہ چلا یا جائے میاں عبدالعزیز صاحب کے اس جرأت آمیز اعلان پر انگریز کے چکے چھوٹ گئے۔ اور حضرت شاہ صاحب انگریز کے منحوس ارادوں کے دام سے نکل گئے۔

دوسری مثال

سیاسی مقدمات میں انگریز پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیتا تھا۔ کہ اس مقدمہ کے ملزم کو یہ سزا دینی ہے۔ اس کے بعد مقدمہ چلاتا تھا۔ تاکہ ملزم کی تسلی ہو جائے۔ کہ میرا فیصلہ عدالت سے انصاف پر مبنی ہوگا۔ اور جسٹریٹ کو براہیت ہوتی تھی۔ کہ مقدمہ چلاؤ۔ مگر فیصلہ وہ کرنا۔ جو حکومت پہلے کر چکی ہے مثلاً تحریک کشمیر میں میرے خلاف سرکاری گواہ آکر جسٹریٹ کے سامنے بیان دیتا ہے۔ کہ تقریباً اڑھائی مہینے ہوئے کہ میں نے چوک دذیر خاں میں احمد علی کی ایک تقریر سنی تھی۔ جو حکومت برطانیہ کے خلاف سخت تقریر کر رہا تھا۔ یہ مقدمہ بورسٹل جیل لاہور کے اندر چل رہا تھا۔ میں نے جسٹریٹ سے کہا۔ کہ یہ گواہ دو غلط بیانیوں کر رہا ہے۔ پہلی یہ کہ میں نے عمر بھر کبھی دذیر خاں کے چوک میں تقریر نہیں کی۔ دوسری یہ کہ کہتا ہے کہ اڑھائی مہینے ہوئے ہیں۔ کہ میں نے اس کی تقریر سنی تھی۔ حالانکہ مجھے تقریباً تین ماہ بورسٹل جیل میں آئے ہوئے ہو گئے ہیں۔ باوجود اس غلط بیانی کے مجھے سزا دے دی گئی۔ اور اولڈ سنٹرل جیل ملتان بھیج دیا گیا۔

چوتھا

معز کون ہے:-
عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَنَظَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَوْ أَصْعَقُوا فُلَانِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَوَّضَ لِلَّهِ دَفْعًا اللَّهُ فَهُوَ فِي نَفْسٍ صَغِيرَةٍ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمَةٍ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَصَعَّ اللَّهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتَّى لَوْ هَوَّاهُونَ عَلَيْهِ مِنْ كَتَبٍ أَوْ خَنْزِيرٍ (رواہ البیہقی)

(ترجمہ) عمر سے روایت ہے۔ آپ نے ایسے وقت میں فرمایا۔ جبکہ منبر پر تھے۔ اے لوگو! تو اضع اختیار کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے عاجزی اختیار کی اللہ اس کو بلند کر دے گا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا۔ اور جس نے تکبر کیا اسے اللہ ذلیل کر دے گا۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوگا۔ اور اپنے



پہچان کا صفحہ

خدا جھوٹ سے پہچانے

از قاضی صلاح الدین صاحب مدنی

نہ کیا - اور وہ شیر کے ہاتھوں مارا گیا - یہ تھی جھوٹ کی سزا -

یہ عادت اگر بچپن ہی سے پڑ جائے اور دودھ کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو بڑے ہو کر یہ ایک لاعلاج بیماری ہو جاتی ہے - جھوٹ بول بول کر انسان اس قدر بگاڑا ہو جاتا ہے کہ اسے پھر بڑے مسائل میں بھی بے تحاشے جھوٹ بولی دنیا بڑی بات نہیں معلوم ہوتی - بعض لوگ تھوڑے تھوڑے پیسوں پر عدالت میں جا کر ایک دوسرے کے خلاف جھوٹی گواہیاں دے آتے ہیں - وہ کتنا بڑا گناہ کرتے ہیں - لیکن ہر روز کی مشق انہیں یہ محسوس ہونے ہی نہیں دیتی -

جھوٹے لوگ دوسرے لوگوں کو لڑانے میں بھی کمال رکھتے ہیں - بعض اوقات خود بھی بڑی طرح الجھ جاتے ہیں - مگر نتیجہ وہی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوتا ہے - اور جھوٹے پر ہر طرف سے لعنت اور سچے پر آفرین ہوتی ہے - ایسے لوگوں سے نہ بندے خوش نہ خدا راضی - وہ دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی شرمندہ ہوتے ہیں - اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ ہم کبھی اپنے آپ یا کسی

بچہ اپنی میں جس قدر بھی ہدائیاں نظر آ رہی ہیں سب جھوٹ کی بری عادت کا طفیل ہیں - یہ ایک ایسی چیز ہے کہ سچے انسان کے منہ سے بھی ایک بار نکل کر اسے ہمیشہ کے لیے بے اعتبار کر دیتی ہے - اس عادت کے لوگوں کو کوئی پسند نہیں کرتا - اگر سچ بولچھو تو جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی بھی لعنت ہوتی ہے اور بندوں کی بھی - خدا کے نیک بندے سچ سے کبھی منہ نہیں موڑتے - خواہ ان کی گردن پر تلوار ہی کیوں نہ رکھی ہو - بزرگوں نے سچ کہا ہے کہ جھوٹ ہر ہدائی کی بنیاد ہے -

بے شک جھوٹ بولنے سے انسان بہت سی اور برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے - اور پھر اس عادت والا انسان خواہ سچی بات ہی کیوں نہ کہے لیکن کسی کو اعتبار نہیں دیتا دنیا جھوٹ ہی سمجھتی ہے بچو! تم کو وہ کہانی یاد ہوگی کہ کس طرح وہ بکریاں چھانے والا لڑکا ہر روز شیر آیا شیر آیا دوڑتا، پکارا کہ کھاؤں والوں کو ستایا کرتا تھا - لیکن جس روز شیر سچ سچ آ ہی گیا - تو اس کی ہر لہر کی جھوٹی پکار کی طرح کسی نے اعتبار

دوسرے میں یہ مکروہ عادت ہی نہ پڑنے دیں - جو سب برائیوں کی جڑ ہے - بچو! ہر وقت سچ بولنے کی کوشش کرو - دنیا میں عزت ملے اور آخرت میں بھی وہ نجات کا ذریعہ بنے -

نعت

(از جناب منظور سعید احمد صاحب لکھنؤ)

زبان و دل بیان کرتے ہیں افسانہ محمد کا
یہ دیوانی محمد کی وہ پروانہ محمد کا
جو ہے شوقِ خدا دل میں تو لے رہے ہیں گناہ کا
خدا کے نور کا مظہر ہے کا شانہ محمد کا
یہ تھا پاسِ ادب اشجار کی بھی جھک گئیں شاخیں
جہاں رنگِ بو میں جب ہوا آنا محمد کا
خدا کفار کے ٹوٹے خدا والے کے قدموں پر
کبھی جو بندوں میں ہو گیا جانا محمد کا
نثار اس پر فرشتے ہوں تصدق اس پر جو ہیں
کوئی خوش بخت بن جائے جو ستارہ محمد کا
تو کہ منظور سے بھٹکے ہوئے کو بھی عطا

کبھی جانا دینے بن کے دیوانہ محمد کا

• پڑوسی کو مت ستاؤ - تاکہ تم دوزخ سے محفوظ رہو -

• زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو - تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے -

• غرور مت کرو - تاکہ تم جنت سے محروم نہ رہ جاؤ -

• آپس میں پہلے سلام کرنے کی کوشش کرو - تاکہ تم کو زیادہ ثواب ملے -

(مترجم شریف پرویز) دوسرا ابوالساقی مری

جسٹس ایل صاحب ۶۰۴۷

مدیر

عبد المنان چوہان

ہفت روزہ خیر

جلد (۱)

شمارہ (۲۶)

ہفت روزہ خیر

میلان گیارہ روپے

ششماہی چھ روپے

فی پرچہ چار آنے

— نئی دہلی - ۲۶ ستمبر - کل اندر میں چار ہزار سے زیادہ چین عورتیں شہر میں اٹھارہ مزدوروں کے سامنے دھڑا مار کر بیٹھ رہیں۔ تاکہ ہر چین مزدور میں داخل نہ ہو سکیں۔

— نئی دہلی - ۲۶ ستمبر - آل انڈیا اینگلو انڈین ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر فرینک اینتھونی نے ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے اپنے الگ اسکول قائم نہ کئے اور ان کو چلانے سے قاصر رہے تو ایک ثقافتی و سماجی وحدت کی حیثیت سے ہمارا وجود ختم ہو جائے گا۔

— تہران - ۲۶ ستمبر - معاہدہ بغداد میں شمولیت کی تجویز پر ایرانی حکومت غور کر رہی ہے۔

— کیسابلانکا - ۲۶ ستمبر - انتہا پسند عناصر کی اپیل پر آج مراکش میں تمام دکانیں بند رہیں۔

— الجزائر - ۲۶ ستمبر - کل کی جھڑپوں میں الجزائر کے اسی محبان وطن شہید ہوئے۔ فرانسیسی فوج بمبار طیارے سے - توپیں اور ٹینک بھی استعمال کر رہی ہے۔

— لندن - ۲۶ ستمبر - وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ مصر نے روس کی طرف سے اسلحہ کی پیشکش منظور کر لی ہے۔

— بیروت - ۲۶ ستمبر - لبنان کے وزیر خارجہ سالم الہادی نے اعلان کیا ہے کہ عرب دذرائع خارجہ کا اجلاس - ۱ اکتوبر کو قاہرہ میں ہوگا۔ اس اجلاس میں عالم عرب کی دلچسپی کے مسائل پر گفتگو ہوگی۔

— قاہرہ - ۲۸ ستمبر - آزاد اخبار "الاسلام" کی اطلاع کے مطابق روس نے سعودی عرب کو بھی اسلحہ فروخت کرنے کی پیشکش کی ہے۔

— لندن - ۲۹ ستمبر - حکومت روس نے شام کو بھی اسلحہ کی پیشکش کی ہے۔

— جگارتا - ۳۰ ستمبر - انڈونیشیا کی مشنری پارٹی انتخابات میں کمیونسٹوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ مشنری پارٹی کی کامیابی کو انڈونیشیا میں اسلام کے اعیانہ کا آغاز تصور کیا جا رہا ہے۔

— نئی دہلی - ۳۰ ستمبر - ہندوستان اور پاکستان کے نئے تجارتی سمجھوتے کے تحت ہندوستان روس لاکھ من لاہوری تنک درآمد کرے گا۔

— لندن - ۳۰ ستمبر - برطانیہ کے سرکاری اعلان کے مطابق دولت مشترکہ کے ملکوں کو ایٹمی معلومات ہم پہنچانے کا موقعہ دینے کے لیے آئندہ سال کے اوائل میں ایک تربیتی کورس کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس میں پاکستان کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔

— نیویارک - یکم اکتوبر - آج حکومت فرانس نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں حصہ لینے والے تمام فرانسیسی مزدورین کو واپس بلا لیا۔ کل جنرل اسمبلی نے الجزائر کے مسئلہ پر فرانسیسی موقف کے خلاف جو فیصلہ کیا تھا۔ یہ اس کے خلاف احتجاج ہے۔

— لندن - ۲ اکتوبر - عرب لیگ کے اسٹنڈی سکرٹری جنرل نے کہا کہ مصر کے علاوہ دوسرے عرب ممالک بھی روس سے اسلحہ کی بیٹے معاہدات کرنے کو تیار ہیں۔

— کراچی - ۲۶ ستمبر - مسٹر حمید الحق چودھری اور مسٹر اے کے واس نے آج دوپہر بالترتیب مرکزی حکومت کے وزیر اور وزیر مملکت کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا ہے۔ مسٹر حمید الحق چودھری کو عارضی طور پر امور خارجہ اور تعلقات عامہ کا محکمہ دیا گیا ہے۔ اور مسٹر واس کو معاشی امور کے محکمہ سپروائزر کے طور پر دیا گیا ہے۔

— کراچی - ۲۶ ستمبر - سرکار کی حلقوں نے ان افواہوں کی تردید کی ہے کہ حکومت پاکستان حکومت امراٹیک کو تسلیم کرے گی۔

— کراچی - ۲۶ ستمبر - بھارت کے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد نے امریکی کسی ٹائیٹ کو پاکستان کے سرکاری دورے پر آئیں گے۔

— کراچی - ۲۶ ستمبر - دستور ساز اسمبلی نے ایک پونٹ بل کی تمام دفعات منظور کر لیں۔ آج سے بل کے شیڈیول پر بحث شروع کر دی جائے گی۔

— کراچی - ۲۶ ستمبر - اقوام متحدہ کے مرکز اطلاعات کے سامنے تصدیق کشمیر میں ناخبرہ بھوک ہڑتال کرنے والے صوبہ سرحد کے ہاجر لیڈر مسٹر انور حسین نے اپنی ہڑتال کے ۱۰۲ گھنٹے پورے کر دیے ہیں۔

— ڈھاکہ میں دو ذیچوانوں نے تنازع کشمیر کے سلسلہ میں بھارتی رویے کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے ۳۰ ستمبر سے ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— لاہور - ۲۸ ستمبر - سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں دریائے راوی اور ضلع سیالکوٹ کے بعض برساتی نالوں کے رخ بدلنے کے باعث شکر گڑھ اور نارووال کی تحصیلوں کا تقریباً ۳۳۳۵۰ ایکڑ رقبہ ہندوستان کی حدود میں چلا گیا ہے۔

— کراچی - ۲۸ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ معاہدہ بغداد کے تحت قائم ہونے والی مستقل دذرائع کوئی کونسل کا اجلاس اکتوبر یا نومبر میں ہوگا۔

— کراچی - ۲۸ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ چوہدری حور علی وزیر اعظم نے فیصلہ کیا ہے کہ دستور ساز اسمبلی کے خوب اختلافات کے لیے سرکاری مکان اور تنخواہ دی جائے۔

— کراچی - ۲۹ ستمبر - دستور ساز اسمبلی نے آج رات ایک پونٹ بل کی دوسری خواندگی مکمل کر لی۔

— کراچی - ۳۰ ستمبر - دستور ساز اسمبلی نے آج ایک پونٹ بل کی تیسری خواندگی منظور کر لی۔ دستور پر کے ۴۳ ارکان نے بل کے حق میں اور ۱۳ نے اس کے خلاف ووٹ دیے۔

— کراچی - ۳۰ ستمبر - آج کراچی میں صنعتی کاموں کے لئے سوئی گیس کا استعمال شروع ہو گیا۔ اور بدانی ٹیکسٹائل مل کو گیس مہیا کر دی گئی۔

— کراچی - یکم اکتوبر - آج دستور ساز اسمبلی نے قوانین کی توثیق کا بل جریہ ۱۹۵۵ء منظور کر لیا۔ اس کے تحت ۴۴ میں سے ۳۹ توثیق طلب قوانین کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ حکومت نے راولپنڈی سازش کیس کے اسٹیشن کی باقی ماندہ سزا معاف کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

— راولپنڈی - ۲ اکتوبر - پولٹ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کے مختلف حمیزہ آل پارٹیز کا نفرین ۲۸ اکتوبر کو کراچی میں ہوگی۔ یہ دو روز جاری رہے گی۔

— لاہور - ۱ اکتوبر - لاہور میں شیعہ علماء اور دفتر اخبار خدام الدین شیر نواز دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔